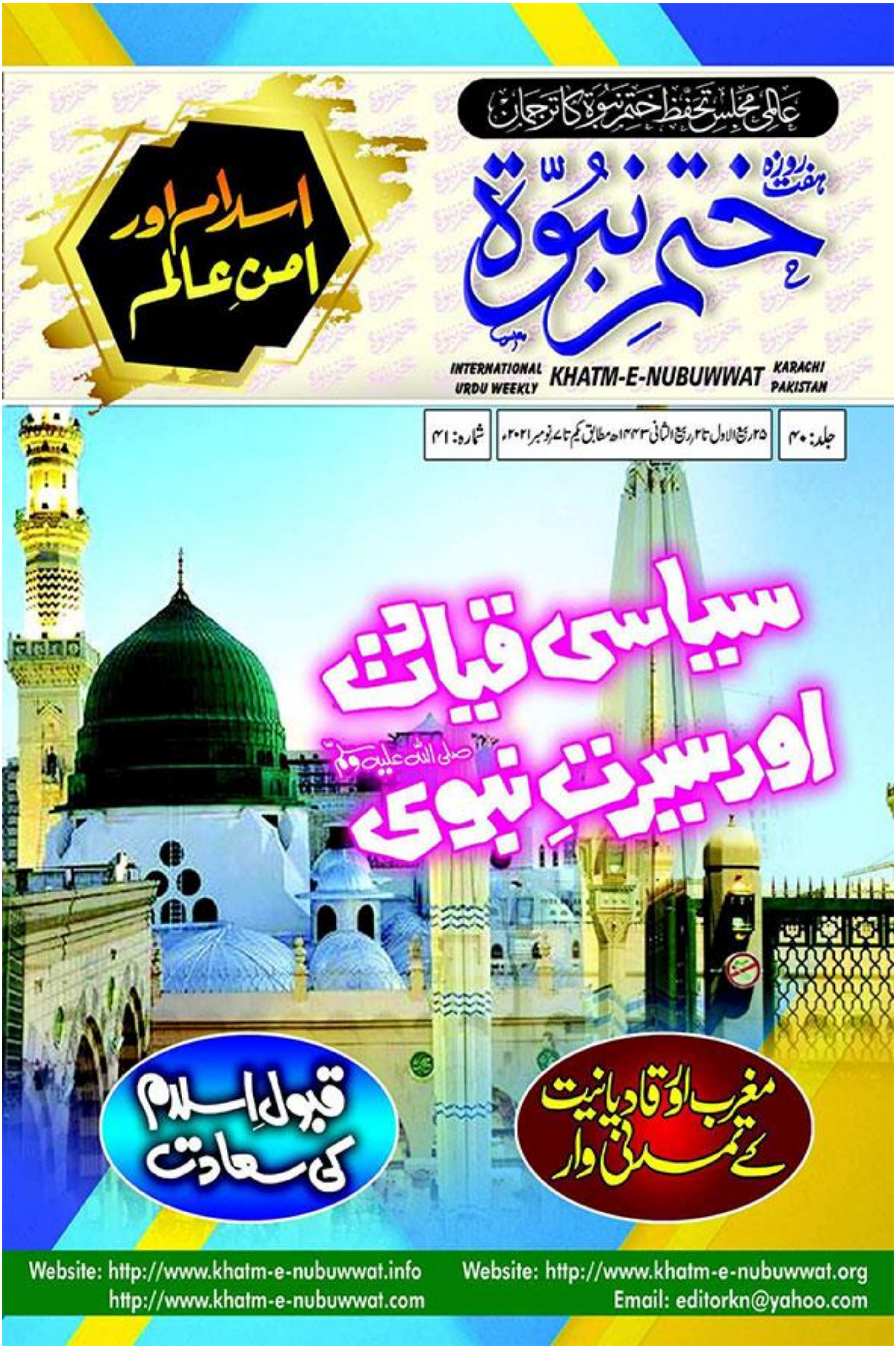
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY
KHATM-E-NUBUWWAT
KARACHI PAKISTAN
اسلام اور امن عالم
جلد: ۴۰
۲۵ ربیع الاول تا ۲ ربیع الثانی ۱۴۴۳ھ مطابق یکم تا ۷ نومبر ۲۰۲۱ء
شمارہ: ۴۱
سیاسی قیادت اور سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
قبولِ اسلام کی سعادت
مغرب اور قادیانیت کے تمسخر وار
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

مہاتما بدھ کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ

س:...... کیا ہندوستان میں بھی کوئی پیغمبر آیا ہوگا؟ مہاتما بدھ کی تعلیمات بھی انبیاء کرام کی تعلیمات کے مطابق ہیں تو کیا اس کو نبی ماننا درست ہوگا یا نہیں؟ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے: ''لکل قوم ھاد'' (الرعد:۷)...... ہر قوم کے لئے ایک ہدایت پہنچانے والا آیا ہے...... اور ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ''وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر'' (الفاطر:۲۴)...... اور ہر امت میں سے ایک ڈرانے والا آیا ہے...... ان آیات سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہر قوم کے لئے کوئی نہ کوئی پیغمبر ضرور آیا ہے؟

ج:...... مذکورہ بالا آیات کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی قوم یا امت ایسی نہیں گزری جس میں کوئی ہادی (راہ بتانے والا) اور نذیر (ڈرانے والا) نہ آیا ہو، یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر امت اور ہر قوم کی ہدایت کا انتظام اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعے فرمایا ہے، جنہیں نبوت سے سرفراز فرما کر لوگوں کی طرف مبعوث فرمایا۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ جو بھی مذہبی راہنما دنیا میں گزرے ہیں وہ پیغمبر ہوں گے یا ان کی تعلیمات اگر انبیاء کی تعلیمات کے مطابق ہوں تو انہیں بھی نبی اور پیغمبر مان لینا چاہئے۔

گزشتہ اقوام کے نبیوں کے بارے میں اسلامی شریعت کا قطعی فیصلہ یہ ہے کہ جن انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق قرآن وسنت میں کوئی صراحت نہ ہو تو ان کے متعلق ہم اجمالی طور پر یہ عقیدہ رکھیں گے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت کے لئے نبوت عطا فرمائی ہے وہ نبی ہوگا اور جس کو نبوت کا منصب نہیں ملا وہ نبی نہیں ہوگا، اگر چہ اس کی تعلیمات انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات کے مطابق ہی کیوں نہ ہوں، ہاں! اگر اس کی تعلیمات شرک سے پاک ہوں اور توحید پر مشتمل ہوں اور اس کے اعمال شریعت کے مطابق ہوں تو یقیناً وہ ایک نیک صالح شخص ہوگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سوائے ان حضرات کے کہ جن کی نبوت پر قرآن وحدیث میں تصریح کی گئی ہو، کسی دوسرے شخص کے بارے میں خصوصی طور پر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ نبی ہے اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ وہ نبی نہیں، کیونکہ ہمیں اس بارے میں کوئی قطعی علم نہیں۔ باقی رہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کا معاملہ تو اس بارے میں اسلام کا قطعی فیصلہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد تا قیامت کسی بھی شخص کو نبوت نہیں مل سکتی، خواہ وہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی اور جس نے بھی نئی قسم کی نبوت کا دعویٰ کیا تو وہ کافر ہو کر دائرہ اسلام سے خارج ہوگا اور جو بھی اس کو نبی مانے گا وہ بھی کافر ہوگا۔

''قال الشیخ ظفر احمد العثمانی: قال الموفق فی المغنی: من ادعی النبوۃ او صدق من ادعاھا فقد ارتد لأن مسیلمۃ لما ادعی النبوۃ فصدقہ قومہ صاروا بذالک مرتدین.... الخ۔'' (اعلاء السنن ص:۵۹۸، ج:۱۲) واللہ اعلم بالصواب

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

جلد: ۴۰ ۲۵ ربیع الاول تا ۲ ربیع الثانی ۱۴۴۳ھ مطابق یکم تا ۷ نومبر ۲۰۲۱ء شمارہ: ۴۱

سرپرست
حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

قبولِ اسلام کی سعادت	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
اسلام اور امنِ عالم	۶	ڈاکٹر خورشید احمد شفقت
مغربیت اور قادیانیت کے تمدنی وار	۱۰	جناب محمد طفیل کوہاٹی
سیرت خاتم النبیین ﷺ کی اجمالی سیر (۳)	۱۳	مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ
سیاسی قیادت اور سیرتِ نبوی (۲)	۱۴	مولانا زاہد الراشدی مدظلہ
عقیدۂ ختم نبوت... قرآن وحدیث کی روشنی میں	۱۷	پروفیسر ایم نذیر احمد تشنہ
تحفظ ختم نبوت کانفرنس، ملتان...... تفصیلی رپورٹ	۲۰	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا شجاع آبادی کے دعوتی و تبلیغی اسفار	۲۲	. . . .

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ ۱۵ روپے، ششماہی: ۳۵۰ روپے، سالانہ: ۷۰۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019
(اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019
AALMIMAJLISTAHAFFUZKHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018
(اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018
Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۷۸۳۴۸۶-۰۶۱
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقامِ اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

قبولِ اسلام کی سعادت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

گزشتہ دنوں ہمارے ایک دوست کا فون آیا کہ میری اہلیہ کے عزیزوں میں ایک فیملی قادیانیت سے تائب ہوکر اسلام کی سعادت حاصل کرنا چاہتی ہے۔ وہ فیملی لاہور میں رہتی ہے۔ میں ۱۲/اکتوبر ۲۰۲۱ء کو لاہور میں ہوں گا، میں چاہتا ہوں کہ آپ اور آپ کی جماعت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے بزرگ حضرت مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم ضرور لاہور تشریف لائیں۔ ہمارے یہ دوست خود بھی تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں کافی معلومات رکھتے ہیں اور اس سلسلے میں ہمارے بزرگوں کی رہنمائی میں انہوں نے کافی جدوجہد کی ہے۔

بہرحال ۱۱/اکتوبر کی رات تقریباً ساڑھے گیارہ بجے اس دوست کا فون آیا کہ میں لاہور میں صرف کل کا دن ہوں، میں چاہتا ہوں کہ کل آپ حضرات لاہور آجائیں اور یہ نیک کام تکمیل کو پہنچ جائے۔

میں نے حضرت مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم سے حضرت مولانا محمد انس مدظلہ کے توسط سے بات کی۔ راقم الحروف کراچی سے اور حضرت مولانا اللہ وسایا بہاول پور سے لاہور میزبان کے ہاں پہنچے۔

راقم الحروف نے حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان شہیدؒ کے فرزند اور لاہور میں بزرگوں کے میزبان حضرت مولانا مفتی محمد بن جمیل کو اطلاع دی اور ان کو بھی میزبان کے گھر بلالیا۔ تقریباً عشاء کے وقت میزبان کی معیت میں اس فیملی کے گھر پہنچے جنہوں نے قادیانیت چھوڑ کر اسلام قبول کرنا تھا۔ میزبان نے فیملی کا تعارف کرایا اور حضرت مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم و راقم الحروف کا بتایا کہ یہ علمائے کرام عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعلق رکھتے ہیں۔ حضرت مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم نے ابتدائی اور تمہیدی گفتگو میں فرمایا:

۱...... کہ ہماری جماعت اور قادیانیت کی کوئی ذاتی لڑائی نہیں اور نہ ہی کوئی جائیداد کا جھگڑا ہے، بلکہ یہ نظریات کی لڑائی ہے اسی بنا پر دونوں طرف شدت نظر آتی ہے۔

۲...... اسلام کو ماننے کے لئے تمام ضروریات دین کا ماننا ضروری ہے، لیکن کافر ہونے کے لئے تمام دین کا انکار ضروری نہیں بلکہ اسلام کی کسی ایک بات کا انکار کرے گا تو دائرہ اسلام سے باہر ہوجائے گا۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت ہی اس کے کفر وارتداد کے لئے کافی سے بھی زیادہ ثبوت ہے۔

۳...... آپ خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسلام کی توفیق عطا فرمائی، آپ کے مسلمان ہونے پر مجھے اتنی زیادہ خوشی ہے کہ اگر میرا بیٹا زندہ ہوکر میرے سامنے آجاتا تو شاید اس سے مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی جتنا آپ کے مسلمان ہونے پر خوشی ہے۔ حضرت نے راقم الحروف کو حکم دیا کہ آپ ان کو اسلام قبول کرائیں، راقم الحروف نے انہیں کلمہ پڑھایا اور ختم نبوت کا حلف انہیں اٹھوایا۔ حلف کی عبارت درج ذیل ہے:

”اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جانتے ہوئے مندرجہ ذیل گواہان کے روبرو بقائمی ہوش وحواس، بغیر کسی دباؤ ولالچ، جبر واکراہ کے اپنی رضاو رغبت اور پوری آزادی کے ساتھ حلفیہ بیان دیتے ہوئے کھلا اعلان کرتا/کرتی ہوں کہ میں اپنے سابقہ مذہب قادیانیت سے توبہ کرکے

اسلام قبول کرتا/کرتی ہوں اور میں قبول اسلام کے ساتھ اس بات کی حلفیہ شہادت دیتا/دیتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے وہ اپنی ذات اور صفات میں وحدہ لاشریک لہ ہے اور وہی معبود برحق ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و رسول ہیں، اور ان کے بعد قیامت تک کسی کو تشریعی، غیر تشریعی اور ظلی بروزی کسی قسم کی نبوت نہیں ملے گی، میں عقیدہ ختم نبوت پر مکمل ایمان اور یقین صادق کے ساتھ یہ اعلان کرتا/کرتی ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو شخص عقیدہ ختم نبوت کا انکار یا دعوائے نبوت کرے خواہ بلا واسطہ ہو یا بالواسطہ یا تاویل کے ساتھ ایسا شخص، زندیق، کافر، مرتد خارج از اسلام ہے۔

میں قادیانیت سے برأت کے بعد اس عقیدے کا اظہار کرنا ضروری اور اپنے ایمان کا اہم جزو سمجھتا/سمجھتی ہوں کہ مرزا غلام احمد قادیانی، ملعون، کذاب، دجال، کافر، مرتد اور زندیق تھا اور وہ اپنے دعوائے مجددیت، مہدویت، مسیحیت، نبوت و رسالت میں سراسر جھوٹا تھا، اور اس کو ماننے والے خواہ لاہوری ہوں یا قادیانی، جو خود کو (احمدی کہتے ہیں) کافر، زندیق، مرتد اور خارج از اسلام ہیں، آج کے بعد میرا مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والوں سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ رہے گا اور یہ بات بھی میرے ایمان کا حصہ ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق امت محمدیہ کی رہنمائی فرمائیں گے، لہٰذا مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعوائے مسیحیت میں بالکل جھوٹا تھا، آخر میں پھر اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتا/سمجھتی ہوں کہ میں اپنی مرضی اور رغبت اور مکمل ہوش مندی کے ساتھ بغیر کسی جبر و اکراہ لالچ اور دباؤ کے آج اس حلفیہ اقرار نامہ پر دستخط کر کے قادیانیت سے مکمل برأت کا اعلان کرتا/کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ مجھے دین اسلام پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین۔“

اسلام قبول کرنے والے خوش قسمت افراد کے نام اور ان کا ایڈریس یہ ہے:

۱......مہرینہ عمر بنت محمد اکرم ہاشمی، ماڈل ٹاؤن لاہور، والدہ

۲......طلحہ عمر ولد طاہر عمر، ماڈل ٹاؤن لاہور، بیٹا

۳......طیب نور عمر ولد طاہر عمر ماڈل ٹاؤن لاہور، بیٹا

ان تینوں حضرات نے قادیانیت سے توبہ کا حلف نامہ اور قبول اسلام کی سند کی عبارت پڑھ کر اپنے ہاتھوں سے ان کو پُر کیا اور اس پر میزبان، ان کی اہلیہ اور مفتی محمد بن جمیل خان نے بطور گواہ دستخط کئے۔

اس تقریب میں خوش قسمتی سے آغا شورش کاشمیری مرحوم کے پوتے جناب عمر خیام بھی شریک تھے جو اپنی بیٹی کی پیدائش کی خوشی میں اس فیملی سے تعلق ہونے کی بنا پر مٹھائی پیش کرنے آئے تھے۔ وہ بھی ان کے اسلام قبول کرنے پر بہت زیادہ خوش ہوئے۔ حضرت مولانا اللہ وسایا دامت برکاتہم کے حکم پر راقم الحروف نے ان کے اسلام قبول کرنے پر ثابت قدمی کے لئے دعا کرائی۔ میزبانوں نے مٹھائی اور ماحضر سے حاضرین کی تواضع کی۔ اس کے بعد چونکہ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے ملتان کا سفر کرنا تھا اس لئے میزبانوں سے اجازت چاہی تو یہ تمام حضرات، حضرت کو گاڑی تک چھوڑنے آئے۔ یوں یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو دین اسلام پر رکھے اور جن حضرات نے ان کو دین اسلام میں داخل ہونے کے لئے محنت کوشش اور جدوجہد کی، ان تمام حضرات کی مساعی کو قبول فرمائے۔ جو لوگ دھوکہ سے یا لاشعوری طور پر قادیانیت کے شکنجے میں پھنسے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو دین اسلام قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت میں ہم سب کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائے۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علیٰ سیّدنا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین

اسلام اور امن عالم

ڈاکٹر خورشید احمد شفقت اعظمی

تعارف:

امن کے لفظی معنی ہیں چین، اطمینان، سکون وآرام نیز صلح، آشتی وفلاح کے۔ اسی طرح امن بجائے خود لفظ اسلام میں داخل ہے، جس کے معنی ہیں دائمی امن وسکون اور لازوال سلامتی کا مذہب۔

اسلام میں امن کا اتنا واضح تصور موجود ہے کہ دیگر ادیانِ عالم ان کی نظیر پیش کرنے سے قاصر ہیں، مثال کے طور پر آیت ذیل پیش کی جاسکتی ہے:

"مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِي الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا" (پ۶، آیت۳، ع۴)

ترجمہ: "جو شخص قتل کرے ایک جان کو بلاعوض جان کے یا ملک میں فساد کرنے کے تو گویا قتل کرڈالا اس نے سب لوگوں کو اور جس نے زندہ رکھا ایک جان کو تو گویا زندہ کردیا سب لوگوں کو۔"

اسلام کے بنیادی عناصر:

رحم، خیر خواہی اور امن پسندی اسلام کے بنیادی عناصر ہیں، اسلام میں پہلے سلام پھر کلام کی ترغیب آئی ہے۔ السلام علیکم کے صرف یہ معنی نہیں ہیں کہ تم پر سلامتی ہو، بلکہ یہ اس مفہوم پر بھی محیط ہے کہ تم میری طرف سے محفوظ و مامون ہو۔ اسلام میں ہر کام شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے، جس میں اللہ کے دو صفاتی نام یعنی رحمٰن ورحیم بھی شامل ہیں، یعنی بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اس طرح بندوں کے کریکٹر پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں:

"عملی طور پر ایک مسلمان کو یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ وہ معاشرے میں امن وسلامتی کا پیغامبر بنے نہ کہ تشدد، ناانصافی اور ظلم وزیادتی کا سفیر۔ چنانچہ اسے حکم دیا گیا کہ ہر روز تشہد کے اندر بار بار ان الفاظ کی تکرار کرے۔ "السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ، السلام علینا وعلیٰ عباد اللّٰہ الصالحین۔" یہی نہیں بلکہ نماز کا اختتام ہی ان الفاظ پر ہوتا ہے "السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ"

> **اسلام نے اپنے پیروکاروں کو سخت تاکید کی ہے کہ وہ دیگر اقوام اور اہل مذاہب کے ساتھ مساوات، ہمدردی، غمخواری ورواداری کا معاملہ کریں اور اسلامی نظامِ حکومت میں ان کے ساتھ کسی طرح کی زیادتی، بھید بھاؤ اور امتیاز کا معاملہ نہ کیا جائے۔ ان کی جان ومال عزت وآبرو، اموال اور جائیداد اور انسانی حقوق کی حفاظت کی جائے**

اسلام میں رحم کی ترغیب وترہیب:

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"الرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ"

(مہربانوں پر خدائے مہربان رحم کرتا ہے۔)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ بھی اس پر رحم نہیں کرتا۔" (مشکوٰۃ شریف۲/۵۲۳)

اسلام میں امن وسکون کی فضیلت اور ظلم کی بیخ کنی کی ہدایت:

اسلام میں امن وسکون کی اتنی فضیلت بیان کی گئی ہے اور ظلم وستم سے اس روئے زمین کو پاک کرنے کی اتنی واضح ہدایات دی گئی ہیں کہ دیگر مذاہب عالم اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہیں:

"اسلام نے پہلی بار دنیا کو امن ومحبت کا باقاعدہ درس دیا اور اس کے سامنے ایک پائیدار ضابطۂ اخلاق پیش کیا، جس کا نام ہی "اسلام" رکھا گیا یعنی دائمی امن وسکون اور لازوال سلامتی کا مذہب۔ یہ امتیاز دنیا کے کسی مذہب کو حاصل نہیں۔ اسلام نے مضبوط بنیادوں پر امن وسکون کے ایک نئے باب کا آغاز کیا اور پوری علمی واخلاقی قوت اور فکری بلندی کے ساتھ اس کو وسعت دینے کی کوشش کی۔ آج دنیا میں امن وامان کا جو رجحان پایا جاتا ہے اور ہر طبقہ اپنے اپنے طور پر کسی گہوارۂ سکون کی تلاش میں ہے، یہ بڑی حد تک اسلامی تعلیمات

کی دین ہے۔"

"اسلام ظلم کو کسی حالت میں اور کسی بھی نام اور عنوان سے برداشت نہیں کرتا، وہ اپنے فرزندوں کو جان، مال ومذہب، عقیدہ، وطن، مذہبی مقدسات، شعائر دین، مساجد و معابد وغیرہ کی حفاظت، ان کے دفاع اور کسی بھی طرح کی تعدی سے ان کے بچاؤ کی تدبیر کرنے کا ناگزیر حکم دیتا ہے اور ان ساری سازشوں کو ناکام بنادینے کا انہیں پابند بناتا ہے جو خود ان کے خلاف کی جائیں یا انسانیت کے خلاف روبہ عمل لائی جائیں۔"

اسلام میں ظلم کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، بلکہ اس کے برعکس یہ کہنا زیادہ موزوں ہوگا کہ اسلام دنیا میں آیا ہی ہے ظلم کے استیصال کے لئے، اس کی بیخ کنی کے لئے، خواہ وہ کسی بھی سطح پر موجود ہو۔

حدیث میں ہے: "من آذی الناس آذی اللّٰہ" (جس نے لوگوں کو تکلیف پہنچائی، اللہ کو تکلیف پہنچائی)۔

ظاہر ہے اللہ کی ناراضگی کوئی مرد مومن گوارہ نہیں کرسکتا۔ حدیث بالا میں کسی مذہب وملت کی قید نہیں ہے۔ بلکہ اس کا دائرہ ساری انسانیت پر محیط ہے:

"یہ واحد مذہب ہے جس کی تعلیمات میں امن وسلامتی کا عنصر زیادہ ہے، وہ تمام معاملات میں ان پہلوؤں کو اختیار کرنے پر زور زیادہ دیتا ہے جن میں نہ خود کوئی زحمت اٹھانی پڑے اور نہ دوسروں کو کوئی تکلیف ہو، اللہ تعالیٰ نے مومنین کا یہ وصف بیان کیا ہے وہ تسامح اور صلح جوئی کو ترجیح دیتے ہیں، خاص طور پر اس وقت جبکہ فریق ثانی سے زیادتی اور جھگڑے کا اندیشہ ہو۔"

"لاضرر ولاضرار" اسلام کا وہ لائحہ عمل ہے، جس کی روشنی میں ممکنہ حد تک قوت اور اثرات کے ذریعہ مظلوم کی دستگیری کی جائے اور ظالم کو ظلم سے روک دیا جائے۔ مظلوم کی حمایت میں حسب ذیل حدیث میں کس قدر واضح ہدایت موجود ہے:

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ کی مدد کرے، اللہ تعالیٰ تہتر مغفرت کا انتظام فرماتا ہے، جن میں سے صرف ایک مغفرت اس کے تمام معاملات سدھارنے کے لئے کافی ہے۔ مابقیہ ۷۲ مغفرتیں اس کے لئے آخرت میں رفع درجات کا ذریعہ بنیں گی۔"

دوسروں پر رحم نہ کرنے والا اللہ کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔ چنانچہ:

"عن جریر بن عبد اللّٰہ قال: قال رسول اللّٰہ، لا یرحمُ اللّٰہ من لا یرحم النّاس" (بخاری:۲/۹۸۸)

ترجمہ: "حضرت جریر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ لوگ اللہ کی رحمت سے خصوصی طور سے محروم رہیں گے، جن کے دلوں میں دوسروں کے لئے رحم نہیں اور جو دوسروں پر ترس نہیں کھاتے۔"

"اس حدیث میں الناس کا لفظ عام ہے جو مومن وکافر اور متقی و فاجر سب کو شامل ہے اور بلاشبہ رحم سب کا حق ہے۔"

اسلام نے اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر احسان کو ترجیح دیا ہے:

"خلق خدا اللہ کی عیال کے مانند ہیں، لہٰذا اللہ کی نظر میں سب سے پسندیدہ وہ شخص ہے، جو اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر احسان کرنے والا ہو۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"عن عبد اللّٰہ بن عمر بن العاص ان النبی قال: من قتل عصفوراً فما فوقھا بغیر حقھا الآسألہ اللّٰہ عن قتلہ۔"

ترجمہ: "جس نے کسی گوریا یا اس سے بھی چھوٹی چڑیا کو ناحق قتل کیا تو اس سے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ بازپرس کریں گے۔"

اسلام کی رحمت عمومی:

"رحمت دراصل اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہے اور رحمٰن ورحیم اس کے خاص نام ہیں اور جن بندوں میں اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا جتنا عکس ہے، وہ اتنے ہی مبارک اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اتنے ہی مستحق ہیں اور جو جس قدر بے رحم ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اسی قدر محروم رہنے والے ہیں۔"

جس طرح سورہ فاتحہ کی شروعات ہی رحمتِ عالم کے اعلان کے ساتھ ہوتی ہے، یعنی "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم" (سب تعریفیں اس پروردگار کے لئے ہیں جو سارے جہان کا پالنہار ہے، مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے)۔

اس آیت میں خدا کو رب العالمین کہا گیا ہے، صرف رب المسلمین نہیں۔ جس سے اسلام کے فیض عمومی کا اندازہ بلاتکلف لگایا جاسکتا ہے۔ قرآن کریم نے نہ صرف رب کائنات کو بلکہ پیغمبر آخرالزماں کی تخصیص وتحدید بھی صرف مسلمانوں کے لئے نہیں کی، بلکہ اس کا دائرہ سارے عالم کے لئے وسیع کرتے ہوئے فرمایا:

’’وَمَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِلْعَالَمِین۔‘‘

ترجمہ: ’’ہم نے آپ کو سارے عالم کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔‘‘

چونکہ اللہ رب العزت کی ذات رحمٰن ورحیم ہے اور پیغمبر آخرالزماں رحمۃ للعالمین لہٰذا دونوں کی انتہائے رحمت کے نتیجے میں اسلامی تعلیمات محبت و شفقت، رحمت ورأفت کا سرچشمہ بن گئیں۔ اسلامی تعلیمات پوری کائنات کے لئے امن و سلامتی، اتحاد واتفاق، احترام آدمیت، ہمدردی وغم خواری، وحدت ومساوات، رحم وکرم، عفو ودرگزر، صلح وآشتی، عدل وانصاف، سکون واطمینان اور پر امن بقائے باہم لاتمناہی ثابت ہوئیں۔ مذکورہ خوبیاں جن سے اسلام متصف ہے، دراصل امن کے لئے خمیر کی حیثیت رکھتی ہیں، جن سے صرف نظر کرکے امن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

اسلام کی انہیں گوناگوں خوبیوں نے اسے مشرق تا مغرب اور شمال تا جنوب بلااکراہ پھیلا دیا، جس میں جور وتعدی یا شمشیر وسنان کا قطعاً کوئی دخل نہیں۔ جن لوگوں نے تاریخ اسلام کا معروضی مطالعہ کیا ہے اور معاندانہ کے بجائے منصفانہ ذہن ودماغ کے حامل ہیں، انہیں اس کا دل سے اعتراف ہے کہ اسلام اپنی مذکورہ بالا خوبیوں کے سبب ہی دنیا میں پھیلا اور آج بھی تمام تر مخالفتوں کے باوجود اس کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا جارہا ہے۔ جس کا برملا اظہار مستشرقین نے بھی بار بار کیا ہے، مثال کے طور پر مشہور مورخ مسٹر ولز رقم طراز ہیں:

’’اسلامی تعلیمات نے دنیا میں منصفانہ، شریفانہ طرز عمل کے لئے عظیم روایات چھوڑی ہیں اور وہ لوگوں میں شرافت اور رواداری کی روح پھونکتی ہیں۔ یہ تعلیمات اونچی انسانی تعلیمات ہیں اور قابل عمل ہیں۔ ان تعلیمات نے ایسی سوسائٹی کو جنم دیا، جس میں اس کے پیشتر کی سوسائٹی کے مقابلے میں سنگدلی اور اجتماعی ظلم کم سے کم رہا۔ اسلام نرمی، رواداری، خوش اخلاقی اور بھائی چارہ سے پھیلا ہے۔‘‘

عفو ودرگزر:

عفو ودرگزر قیام امن کے لئے کس قدر ناگزیر ہے، یہ کسی وضاحت کا محتاج نہیں۔ سرزمین عرب پر خاص طور سے قتال وجدال کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ اس وقت رکا جب آفتاب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم طلوع ہوا ورنہ پشتہا پشت بدلے لینے کی روش برقرار رہتی تھی، لیکن سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے آئندہ کے لئے ختم کردیا اور اولیں قربانی خود پیش کی اور اپنے خاندان پر ہونے والے مظالم کو فراموش کردیا اور ان کے اوپر بیک جنبش قلم خطِ عفو کھینچ دیا۔ جہاں تک عفو ودرگزر کا سوال ہے:

ارباب سیر نے تصریح کی اور تمام واقعات شاہد ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا، قریش نے آپ کو گالیاں دیں، مارنے کی دھمکی دی، راستوں میں کانٹے بچھائے، جسم اطہر پر نجاستیں ڈالیں، گلے میں پھندا ڈال کر کھینچا، آپ کی شان میں گستاخیاں کیں، نعوذ باللہ کبھی جادوگر، کبھی پاگل، کبھی شاعر کہا، لیکن آپ نے کبھی ان کی باتوں پر برہمی ظاہر نہیں فرمائی۔

انسان کے ذخیرۂ اخلاق میں سب سے کمیاب، نادرالوجود چیز دشمنوں پر رحم اور ان سے عفو ودرگزر ہے، لیکن حاملِ وحی ونبوت کی ذات اقدس میں یہ جنس فراواں تھی۔ دشمن سے انتقام لینا انسان کا قانونی فرض ہے، لیکن اخلاق کے دائرۂ شریعت میں آکر یہ فرضیت مکروہ تحریمی بن جاتی ہے۔ تمام روایتیں اس بات پر متفق ہیں کہ آپ نے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ دشمنوں سے انتقام کا سب سے بڑا موقع فتح حرم کا دن تھا جب کہ وہ کینہ خو سامنے آئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خون کے پیاسے تھے اور جن کے دستِ ستم سے آپ نے طرح طرح کی اذیتیں اٹھائی تھیں، لیکن ان سب کو یہ کہہ کر چھوڑ دیا:

’’لا تثریب علیکم الیوم فانتم الطُّلَقَاء‘‘ (تم پر کوئی ملامت نہیں، جاؤ تم سب آزاد ہو)۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو عربوں جیسی وحشی اور جنگجو قوم کو اس فضا سے نکال کر امن اور بھائی چارہ کا درس دیا۔ اگر انہوں نے کبھی جنگ بھی لڑی تو اس وقت، جب انہیں مجبور کیا گیا یا جب قیام امن کے لئے ناگزیر ہوگئی۔

اسلام میں رواداری اور حقوق وسلوک:

قیام امن میں رواداری، حسن سلوک اور حقوق کی پاسبانی بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس امر کے وضاحت کی ضرورت نہیں کہ ان تینوں بنیادی امور کے محاذ پر بھی اسلام سب سے اعلیٰ و ارفع منہاج فراہم کرتا ہے۔ اسلام بلاشبہ نہ صرف اپنوں بلکہ دوسروں کے لئے بھی رحیم وشفیق بننے کی ہدایت کرتا ہے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’اَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰہُ اِلَیْکَ۔‘‘

ترجمہ: ’’تم دوسروں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرو جیسا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بھلائی کرتا ہے۔‘‘

لیکن اس سلسلے میں بھی وہ جادۂ اعتدال سے ہٹنے کی اجازت نہیں دیتا:

اسلام رواداری، محبت، شائستگی، شرافت اور معقولیت کی تعلیم ضرور دیتا ہے، لیکن ایسی عاجزی اور مسکینی کی بھی تعلیم نہیں دیتا کہ اس کے پیرو ہر ظالم کے لئے نرم چارہ بن کر رہ جائیں۔

نہ حلوا بن کہ چٹ کر جائیں بھوکے
نہ کڑوا بن کہ جو چکھے سو تھوکے

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ حسن سلوک کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کے لئے شرط اولیں قرار دیا ہے:

”اگر تمہیں خدا کی بندگی کرنی ہے تو
پہلے اس کے بندوں سے محبت کرو۔“

اسلام دین رحمت ہے، اس کا دامن محبت ساری انسانیت کو محیط ہے، اسلام نے اپنے پیروکاروں کو سخت تاکید کی ہے کہ وہ دیگر اقوام اور اہل مذاہب کے ساتھ مساوات، ہمدردی، غمخواری ورواداری کا معاملہ کریں اور اسلامی نظام حکومت میں ان کے ساتھ کسی طرح کی زیادتی، بھید بھاؤ اور امتیاز کا معاملہ نہ کیا جائے۔ ان کی جان ومال عزت وآبرو، اموال اور جائیداد اور انسانی حقوق کی حفاظت کی جائے۔ ارشاد ربانی ہے:

”لا ینھٰکم عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یُخرجوکم من دیارکم ان تبرّو ھم وتُقسطوا الیھِم، ان اللہ یُحبّ المقسطین۔“

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ تم کو منع نہیں کرتا ان لوگوں سے جو لڑے نہیں دین کے سلسلے میں اور نکالا نہیں تم کو تمہارے گھروں سے کہ ان کے ساتھ کرو بھلائی اور انصاف کا سلوک، بیشک اللہ چاہتا ہے، انصاف والوں کو۔“

اسلام اس بات کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ بے ضرر کافروں سے بغض و عداوت رکھی جائے، یہ فعل اسلام کی نظر میں غیر مطلوب اور انتہائی ناپسندیدہ ہے۔

اسلام نے کفار مکہ، یہودیوں اور عیسائیوں کے علاوہ منافقوں کے ساتھ بھی کھل کر حسن سلوک کی ہدایت دی ہے۔ اس نے جہاں رشتہ داروں، قرابت داروں کے حقوق متعین کئے ہیں، وہیں قیدیوں، عام انسانوں اور غیر مسلم رعایا (ذمیوں) کے حقوق کی بھی وضاحت کی ہے۔

جہاد اور اسلام:

جہاد کا حکم شریعت مطہرہ میں خالق ارض وسما نے بڑی مصلحتوں کے پیش نظر بڑے قیدو بند اور اصول وضوابط کے ساتھ دیا ہے، جس کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ اللہ کی بنائی ہوئی یہ خوبصورت دنیا فتنہ وفساد سے پاک ہوکر امن واماں کا گہوارہ بن جائے ورنہ حقیقت تو یہ ہے کہ ساری انسانیت کو اس نے اپنا خاندان قرار دیا ہے اور من آذی الناس آذی اللّٰہ فرما کر شریعت نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت عمومی پر مہر تصدیق ثبت کردی ہے۔ جہاد کے درج ذیل چند بنیادی مصالح سے اس کی حکمت کا اندازہ لگانا مشکل نہیں:

(۱) جہاد لوگوں کو جبراً مسلمان بنانے کے لئے نہیں بلکہ اسلام کی عزت اور ناموس کی حفاظت کے لئے ہے... تلوار، تیر اور خنجر سے کوئی عقیدہ قلب میں نہیں اتر سکتا... بلکہ اگر اسلام کو تلوار اور تیر سے پھیلایا جاتا تو اسلام پھیلنے کے بجائے کمزور ہوتا اور لوگ اپنے اس قاتل مذہب کے دشمن بن جاتے۔

(۲) بعثت کے بعد مکہ مکرمہ میں ۱۳ سال آپ کا قیام رہا۔ اسی زمانے اور اسی حالت میں صدہا قبائل اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے... نجاشی بادشاہ حبشہ حضرت جعفرؓ کی تقریر سن کر مشرف باسلام ہوا، ہجرت سے قبل مدینہ کے ۷۰ آدمیوں نے مقام منیٰ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی۔ مصعب بن عمیرؓ کے وعظ سے ایک ہی دن میں تمام قبیلہ بنی عبدالاشہل مدینہ منورہ میں مشرف باسلام ہوا، بعدازاں باقی ماندہ انصار بھی مشرف باسلام ہوئے۔

یہ سب قبائل جہاد کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہی مسلمان ہوئے اور ابوبکر صدیق، فاروق اعظم، عثمان غنی، علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین، جنھوں نے چہار دانگ عالم میں اسلام کا ڈنکا بجایا، یہ بہادرانِ اسلام بھی آیت جہاد وقتال کے نازل ہونے سے پہلے ہی اسلام کے حلقہ بگوش بن چکے تھے۔

(۳) نجران اور شام کے نصاریٰ کو کسی نے مجبور نہیں کیا تھا... ہر طرف سے وفود کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ وفود آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اسلام قبول کرتے۔ جبر تو درکنار آپ نے تو ان کو بلانے کے لئے بھی کوئی قاصد نہیں بھیجا تھا۔

(۴) مسئلہ جہاد اسلام کے ساتھ مخصوص نہیں ہے بلکہ انبیاء سابقین کی شریعت میں بھی یہ مسئلہ موجود تھا۔

(۵) سلاطین اسلام اگر لوگوں کو جبراً مسلمان بناتے یا اس قسم کی تدبیریں کرتے جو عیسائیت کے لئے کی گئیں اور کی جارہی ہیں تو کم از کم اسلامی قلمرو میں عیسائیوں کا نام ونشان بھی نہ ہوتا۔“ (باقی صفحہ 12 پر)

مغربیت اور قادیانیت کے تمدنی وار

جناب محمد طفیل کوہاٹی

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک بندۂ مومن کا تعلق خاص تہذیبی اقدار پر قائم ہے، یہ اقدار غیر مشروط اطاعت، بے لوث محبت، بے پناہ عقیدت، ایثار وقربانی اور جاں نثاری سے ترکیب پاتے ہیں اور ان اقدار کی بنیاد پر تشکیل پانے والا تعلق صرف اسی ذات کے ساتھ خاص کیا جاتا ہے اور اس میں معمولی شراکت کا شائبہ ''شرک فی النبوۃ'' کا دروازہ کھولتا ہے جس کا تصور مسلمانوں سے ناممکن اور محال ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس خاص تعلق کا مظہر کچھ لازمی عقائد ہیں، جن کے بغیر تعلق کا دعویٰ محض دعویٰ شمار ہوتا ہے اور وہ یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیر مشروط اطاعت ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت ونزاہت پر ایمان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی تصدیق وتعمیل، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال کی حجیت کا یقین اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر خاتمیت رسالت کا اعتقاد شامل ہیں۔

''منصب رسالت'' کے ان مذکورہ لوازم کو تسلیم نہ کرنے، ان کے بارے میں استخفافی رویہ رکھنے یا ان کی معنویت وافادیت نظرانداز کرنے والوں سے برأت اور ان کی مقاومت ہے۔ ایک مسلمان میں اس حوالے سے ایک خاص ''حساسیت'' پائی جاتی ہے اور وہ منصب رسالت کے لوازم کا انکار واستخفاف یا انہیں نظرانداز کرنے والوں کو اپنا فطری دشمن اور مقابل تصور کرتا ہے، مسلمان کا یہ احساس اور رویہ اسلامی تہذیب و تمدن کی اساس ہے۔ اس کے لئے ایسے عناصر سے مقاطعہ، ٹکراؤ، مقاومت اور اختلاف ناگزیر ہوتا ہے، اس کی تہذیبی بقا اسی کے رہین منت ہوتی ہے، اگر اس رویے کی جگہ خدانخواستہ ان عناصر کے ساتھ دوستی، موالات، موافقت اور سازگاری کا رویہ پیدا ہونے لگے۔ عقیدۂ رسالت کی بنیاد پر منکرین ختم نبوت، منکرین حجیت حدیث، مستخفین حدیث اور شاتمین رسول کے لئے نرم گوشہ رکھنے والوں سے تہذیبی مقاومت ناگزیر ہوتی ہے۔

مغربی این جی اوز مسلمانوں کے ان والہانہ تمدنی رویوں کو چھوڑنے یا مکمل تبدیل کرنے کے لئے اپنا ایک منظم پلان رکھتی ہیں، اس کے تطبیقی و عملی اظہار کے لئے این جی اوز ہمیشہ کوشاں رہتی ہیں کہ کالج، یونیورسٹی اور مسلم معاشرہ میں ایک ایسا ماحول تشکیل پائے، جہاں عریاں رنگینیاں میسر ہوں، نمود ونمائش کا طرز زندگی ہو، اس کے ساتھ آزادانہ بحث ومباحثہ کے نام پر فکری آوارگی کا سامان موجود ہو، جب ایک طالب علم نیا نیا ایسے ماحول میں داخل ہوتا ہے تو یہ ماحول اس کے لئے اجنبی ہوتا ہے، یہ اجنبیت اس کے سابقہ فکر، عقیدہ و نظریہ، روزمرہ مشاغل ومعمولات اور طرز زندگی پر ایک خاموش وار ہوتا ہے، اسے جدید ماحول اس کے لباس، بود و باش، رہن سہن اور ترجیحات کو مسترد کرتا ہے، اس کے فکر کو شدت پسندی کا طعنہ دیتا ہے، اس کے نظریے پر رجعت کی پھبتی کستا ہے، اسے بتاتا ہے کہ جو کچھ اس نے سیکھا ہے اس کی کوئی مارکیٹ ویلیو نہیں، اس میں تشکیک کا زہر بھرتا ہے، اسے مادیت کی اہمیت جتلاتا ہے اور اس کے توکل واخلاص کے فلسفہ کو اس کی خودفریبی باور کرواتا ہے۔ یہ ماحول اس میں ایک طرح کا چڑچڑاپن پیدا کردیتا ہے اور اسے اندرونی تنہائی کا احساس ہونے لگتا ہے، اولاً وہ اپنے تمدنی رویوں کے خلاف بیانیوں کے بارے میں حساسیت کھودیتا ہے۔ وہ اپنے ماضی کو کوستا ہے، اپنے دینی تعلیمی اداروں، سابقہ ماحول حتیٰ کہ روایتی حلیہ پر بھی نادم اور پشیمان ہوتا ہے، اس ندامت کی خفت مٹانے کے لئے وہ اپنی سابقہ اقدار وروایات بلکہ شعائر دینیہ پر بھی تنقید کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا، اس طرح اس میں خالص تنقیدی نفسیات پروان چڑھتی ہے، منفی ذہنیت پنپتی ہے اور وہ خوبیوں کو بھی خامیاں بناکر پیش کرنے کی مشق شروع کردیتا ہے۔

طلبہ علم میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ والہانہ عشق وعقیدت سے جو مزاج

تشکیل پاتا ہے، اس کے لازمی تقاضے مغربی فکر و فلسفہ کے لئے سم قاتل ہیں۔ اس لئے این جی اوز کی بھاری رقوم محض اس پر صرف ہورہی ہیں کہ طلبہ میں یہ حساسیت کمزور کی جائے، ان میں تشکیک وتردد کا زہر بھرا جائے اور بالآخر انہیں اپنی روایات سے برگشتہ کرکے دماغی مریض بنادیا جائے، اس حوالے سے یونیورسٹیوں میں کئی سرگرمیاں جاری ہیں۔ ایک پروفیسر صاحب نے فرمایا کہ میں لاہور ایک دعوتی سفر کے سلسلے میں گیا تھا، وہاں LUMS یونیورسٹی کا ایک لیکچرار ملنے کے لئے آیا۔ اس نے بتایا کہ یہ یونیورسٹی امریکن فنڈڈ ہے، اسے کافی گرانٹ دی جاتی ہے، اس میں پرائیویٹ طالب علم کے پڑھنے کا خرچہ تین لاکھ روپے ہے، جبکہ فل پروفیسر کی تنخواہ پانچ چھ لاکھ تک بنتی ہے، یونیورسٹی مخصوص اور قابل طلبہ لیتی ہے، اکثر طلبہ کو پچاس فیصد تک رعایت دی جاتی ہے، باقی اخراجات غیر ملکی عطیات سے پورے کئے جاتے ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ جس وقت آسیہ مسیح کو توہین رسالت کے سزایافتہ مقدمہ سے غیر ملکی آشیر باد پر چھوڑ کر بحفاظت باہر بھیجا گیا اور اس کے خلاف عوامی احتجاج شروع ہوا تو ہر روز یونیورسٹی کی کلاسز میں اس حوالے سے ذہن سازی ہوتی رہی کہ عوام جو کچھ کر رہی ہے یہ بے وقوفانہ حرکات ہیں، نیز توہین رسالت کا قانون بنیادی انسانی حقوق سے متصادم ہے۔

اس لیکچرار نے بتایا کہ ایک بار اسی یونیورسٹی میں اعلان ہوا کہ فلاں قادیانی آکر لیکچر دے گا، ہم نے بڑی کوشش کی کہ اس کو روک سکیں، لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ اس نے کہا کہ میں سننے چلا گیا، یونیورسٹی کے ڈین نے تعارفی کلمات میں قادیانیت کے بارے میں آئینی فیصلہ کو غلط فہمیوں کا شاہکار قرار دیا، پھر قادیانی نے پورے لیکچر میں اپنی ”مظلومیت“ کا رونا رویا۔ اس کی کوشش تھی کہ مجمع اس کی ”مظلومیت“ سن کر روئے لیکن یہ نہ ہوسکا۔ سوال و جواب کی نشست میں سب سے پہلے کھڑے ہوکر میں نے سوال شروع کیا کہ: ”قادیانیوں نے....“ اتنا ہی کہا تھا کہ اس ڈین نے ٹوک دیا کہ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ احمدی کہیں۔ بہرحال میں نے جو بولنا تھا بول دیا، مجھے اندازہ ہوا کہ میری گفتگو کے بعد مجمع کا رخ بدل گیا ہے اور اس نے جو تشکیک پھیلادی تھی اس کا اثر بڑی حد تک زائل ہوگیا ہے۔

سرکاری وغیر سرکاری یونیورسٹیوں میں اس نوع کی کوششیں یکساں جاری ہیں، سرکاری یونیورسٹیوں میں پڑھنے والا طبقہ چونکہ زیادہ تر دیہاتی اور غریب ہوتا ہے، انہیں بچپن میں مسجد و حجرے کا ماحول میسر ہوتا ہے اور اس کی اعتقادی بنیاد کسی قدر مضبوط ہوتی ہے جسے باآسانی زائل کرنا ممکن نہیں ہوتا، اس کی نسبت غیر سرکاری یونیورسٹیوں میں مالدار طبقہ زیر تعلیم ہوتا ہے، جسے رام کرنا آسان ہوتا ہے۔ ایک پروفیسر صاحب نے کہا کہ پڑھنے کے دوران این جی اوز کے جن سیمینارز میں شرکت کا موقع ملا، وہاں یہ بات واضح طور پر مشاہدہ میں آئی کہ اہل علم اور طلبہ میں مادیت کی رنگینیوں، اعلیٰ کھانوں اور پرتکلف ہوٹلوں کی چمک دمک سے ایک خاص احساس کمتری پیدا کیا جاتا ہے۔ انہیں ایسا لائف اسٹائل سکھایا جاتا ہے جسے بھرپور مالی و مادی وسائل کے بغیر برتنا ناممکن ہوتا ہے، دوسری طرف این جی اوز مقالے پیش کرنے، کانفرنسوں میں شرکت کرنے، کورس پڑھنے کے باقاعدہ وظائف دیتی ہیں، لیپ ٹاپ اور نیٹ کی سہولیات فراہم کرتی ہے اور وہاں جو کچھ سناتی اور سکھاتی ہیں وہ ملکی آئین، روایات، ثقافت اور دین سے کلی طور پر متصادم ہوتا ہے۔ لہٰذا مخصوص لائف اسٹائل بناکر قناعت چھین لی جاتی ہے جب وسائل کے حصول کے لئے این جی اوز کا شکار بنتے ہیں تو وہ سارے مرحلے تیز رفتاری سے طے کرتے جاتے ہیں، جن کے آخری سرے پر روایت بے زاری حتیٰ کہ دین بے زاری ان کا مقدر ہوتی ہے۔ عمل اور ظاہر کی اس پامالی سے زیادہ خطرناک فکر اور باطن کی زبوں حالی ہے، جس کا بحران ظاہر سے بڑھ کر ہے ان کی فکر کو دیکھیں تو قادیانی ان کے ہاں دنیا کی مظلوم ترین مخلوق ہے، ان کا بائیکاٹ کرنے والے وحشی درندے ہیں، میرا جسم میری مرضی والا گروہ ان کے ہاں آئندہ نسلوں کا محسن ہے، مغربی فکر و فلسفہ اور مغربی نظام ہائے زندگی انسانیت کے نجات دہندہ ہیں۔

اس کے مقابلے میں اسلام کی بطور دین سیاسی برتری کی جملہ کوششیں شدت پسندی اور دہشت گردی ہیں، اسلام کی وہی تعبیر معتبر ہے، جس

اظہارِ تعزیت

کراچی.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ لیاری ٹاؤن کے کارکن رفیق بھائی شیر جان محمد کے والد صاحب گزشتہ دنوں انتقال فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ کارکنانِ ختم نبوت نے مرحوم کی نماز جنازہ میں شرکت کی اور صاحبزادگان سے اظہار تعزیت کیا۔

کی مغربی سند دستیاب ہو اور مغربیت کی مقاومت نہیں بلکہ موافقت پر مشتمل ہو۔ روایت کی بالادستی کا ہر تہذیبی ادارہ ان کے ہاں قابل استیصال ہے، لہٰذا دنیا میں ہر فساد کی جڑ مدرسہ ہے اور اس کی آنکھ کا تنکا بھی شہتیر ہے۔ اس ساری جدوجہد کا مقصد ایک سیکولر پاکستان کی تشکیل کے لئے افرادی قوت کی تیاری ہے اور اس کی بنیاد قادیانیت کے حوالے سے تمدنی رویوں کے خاتمہ اور آئینی شقوں کی تبدیلی کی صورت میں ڈالی جارہی ہے۔

ہمارے پڑھے لکھے طبقہ کی خاصی تعداد مادی مزوں کی خاطر ان کی سہولت کار ہے اور نئی نسل کو ملک وقوم کی روایات، متفقہ آئین اور دین سے برگشتہ کررہی ہے، ان معصوموں کو شاید اس بات کا علم نہیں کہ جن مغربی این جی اوز کے اشاروں پر وہ قادیانیوں کی سہولت کاری کر کے نسل نو کو باغی بنارہے ہیں، وہ اس پر بس نہیں کریں گے کہ آئین میں اس کے خلاف موجود شقیں ختم ہوں، وہ ہمارا ملک لینے کی منصوبہ بندی رکھتے ہیں، ان کی کتابوں میں واضح لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کو نبی نہ ماننے والے کافر اور کنجریوں کی اولاد ہیں۔ لہٰذا خداوندانِ مکتب ہوش کے ناخن لیں اور ملک وملت کی روایات، اقدار اور آئین کے باغی تیار کرنے کے منصوبوں پر ان کے کام کو ترک کردیں، ورنہ جو آتش فشاں وہ چند ٹکوں کی خاطر تیار کررہے ہیں، جب یہ لاوا پھٹے گا تو اس کی زد میں ملکی امن وامان اور صرف آئین ہی نہیں بلکہ یہ ملک جو ہزارہا قربانیوں کے بدلے ایک خاص مقصد کے لئے حاصل کیا گیا تھا خاکم بدہن ہاتھ سے چلا جائے گا۔ قادیانیت کا یہ منصوبہ ڈھکا چھپا نہیں بلکہ ہم پورے یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ تعلیمی اداروں میں اس نوع کی کوششیں اسی مقصد کی راہ ہموار کرنے کی تمہید ہیں۔ اہل اقتدار کو بھی اپنا فریضہ ادا کرنا چاہئے، انہیں قوم نے اقتدار کی کرسی تک محض آئین و قانون کی پاس داری کے لئے پہنچایا ہے، وہ نونہالانِ قوم کو ان ہاتھوں میں کھیلنے کے لئے کیسے چھوڑ سکتے ہیں، جہاں آئین، اقدار یہاں تک کہ ریاستی اداروں کے خلاف ذہن سازی ہوتی ہو۔ اللہ تعالیٰ مملکتِ خداداد کو شرور وفتن سے محفوظ رکھے اور ہمیں حقیقی معنوں میں اس ملک کے آئین اور قانون کی پاس داری اور حفاظت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔ ☆☆

بقیہ:......اسلام اور امن عالم

ہفت روزہ ٹائمز مجریہ یکم اکتوبر ۲۰۰۲ء میں آرم اسٹرانگ کا ایک مضمون ’’اسلام کا حقیقی پرامن چہرہ‘‘ کے عنوان سے شائع ہوا ہے، جس میں اس نقطۂ نظر کی تردید کی گئی ہے کہ اسلام تشدد پسند دین ہے۔ مضمون نگار نے لکھا ہے کہ:

’’اسلام میں اگر ان واقعات کے لئے کوئی دلیل ہوتی جو ۱۱/ دسمبر کو پیش آئے تو اسلام کبھی دنیا کا تیزی سے پھیلنے والا مذہب نہ ہوتا۔‘‘

حاصل کلام:

یاد رکھئے حکومت کفر کے ساتھ چل سکتی ہے، ظلم کے ساتھ نہیں، کیونکہ

ظلم کی ٹہنی کبھی پھلتی نہیں
ناؤ کاغذ کی سدا چلتی نہیں

دنیا میں اتنی طویل المدتی اسلامی حکومتیں اس حقیقت کی گواہ ہیں کہ انھوں نے ظلم وستم کے بجائے انصاف اور عدل کو اپنا شعار بنایا اور ملک کے باشندوں کو بلاتخصیص مذہب وملت ہمیشہ ایک آنکھ سے دیکھا، ان کے ساتھ کسی طرح کا امتیاز روا نہیں رکھا۔ انھوں نے اسپین میں اپنے آٹھ سو سالہ دور حکومت میں شمشیر کا استعمال نہیں کیا۔ پورا خطۂ عرب گزشتہ چودہ صدیوں سے عربوں کے زیرنگیں ہے اور وہاں کم وبیش ڈیڑھ کروڑ قبطیوں (CapticChristian) کی موجودگی اس حقیقت کی غماز ہے کہ اگر مسلمانوں نے اسلام کی اشاعت میں تلوار کا سہارا لیا ہوتا یا بزور قوت مسلمان بناتے تو آج قبطیوں کا وہاں نام ونشان بھی نہ ہوتا۔ دور کیوں جایئے خود ہندوستان کو دیکھئے، جہاں آج غیر مسلموں کا تناسب ۸۰ فیصد ہے، اس ملک پر مسلمانوں نے ہزار سال (محتاط اندازے کے مطابق مستحکم حکومت ۸۰۰ سال) حکومت کی۔ اگر حکمرانوں نے جبر واستبداد، شمشیر وسنان کو روا رکھا ہوتا تو ایک بھی غیر مسلم نظر نہ آتا۔

بلاشبہ:

’’مسلمانوں ہی کے ذریعہ آج پھر اس دنیا میں امن وامان پیدا ہوسکتا ہے۔ اس لئے کہ اسلام اپنے حسن اخلاق اور اپنے ہمہ گیر نظام امن سے دنیا کو پھر امن سے بھرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور امیر، غریب، کمزور اور قوی کو اپنا گرویدہ بنانے کی خصوصیت رکھتا ہے۔‘‘

خلاصہ یہ ہے کہ اسلام میں امن کا تصور اظہر من الشمس ہے، کیا بلحاظ نظریہ (Theory) اور کیا بلحاظ عمل (Practice)۔

☆☆......☆☆......☆☆

سیرتِ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجمالی سیر!

آخری قسط

قطب الارشاد حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی قدس سرہ

شفقت ورأفت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ کوئی شخص بھی اچھے اخلاق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسا نہ تھا، خواہ صحابہ کرامؓ سے میں سے کوئی بلاتا یا گھر کا کوئی فرد بلاتا، حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جواب میں ”لبیک“ (حاضر) ہی فرمایا کرتے۔ (کذافی الشفاء)

عبادتِ نافلہ چھپ کر ادا فرمایا کرتے تاکہ امت پر اس قدر عبادت کرنا شاق نہ ہو جب کسی معاملے میں دو صورتیں سامنے آتیں تو آسان صورت کو اختیار فرماتے۔ (کذافی البخاری)

وعظ و نصیحت کبھی کبھی فرمایا کرتے تاکہ لوگ اکتا نہ جائیں۔ (کذافی البخاری)

عدل ورحم:

اگر دو شخصوں کے درمیان جھگڑا ہوتا تو عدل فرماتے اور اگر کسی شخص کا نفس مبارک (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات) کے ساتھ کوئی معاملہ ہوتا تو رحم فرماتے۔

فاطمہ نامی ایک عورت نے مکہ میں چوری کی، لوگوں نے حضرت اسامہؓ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت پیارے تھے، سفارش کرائی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا تم حدود اللہ میں سفارش کرتے ہو؟ سنو! اگر فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ایسا کرتی تو میں حد جاری کرتا۔“ (کذافی صحیح البخاری عن عائشہؓ)

دشمنوں پر رحم:

مکہ مکرمہ میں سخت قحط پڑا، یہاں تک کہ لوگوں نے مردار اور ہڈیاں کھانا شروع کر دیں، ابو سفیان بن حرب (جو ان دنوں دشمن غالی تھا) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا، عرض کیا: محمد! آپ تو لوگوں کو صلۂ رحمی (یعنی قرابت داروں سے حسن سلوک) کی تعلیم دیا کرتے ہیں، دیکھئے! آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے، خدا سے دعا کیجئے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے خوب ہی بارش ہوئی۔

حضرت ثمامہ بن آثالؓ نے نجد سے مکہ کو جانے والا غلہ بند کر دیا، اس لئے کہ اہل مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کرنے سے منع فرمادیا۔ (کذافی الشفاء، قاضی عیاضؒ)

جود وکرم:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سائل کو رد نہ فرماتے، زبان مبارک پر حرف انکار نہ لاتے، اگر کچھ بھی دینے کو پاس نہ ہوتا تو سائل سے ایسے عذر کرتے، جیسے کوئی شخص معافی چاہتا ہے۔

ایک شخص نے آکر سوال کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس تو اس وقت کچھ نہیں ہے، تم میری نام پر قرض لے لو میں اسے اتار دوں گا۔“ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ: خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ تکلیف نہیں دی کہ قدرت سے بڑھ کر کام کریں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چپ سے ہوگئے، ایک انصاری نے پاس سے کہہ دیا: یارسول اللہ! خوب دیجئے رب العرش مالک ہے، تنگدستی کا کیا ڈر ہے؟ حضور پُرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہنس پڑے، خوشی کے آثار آشکارا ہوگئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ہاں! مجھے بھی یہی حکم ملا ہے۔“ (کذافی الشفاء)

ایک بار سائل آیا، آپ نے اس کو آدھا وسق غلہ قرض لے کر دیا، قرض خواہ جب تقاضے کے لئے آیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک وسق غلہ دے دو، آدھا تو قرض کا ہے، آدھا ہماری طرف سے ہے۔“ (کذافی الشفاء)

حضرت عائشہ طیبہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے: ”اگر کسی شخص کی کوئی حرکت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند نہ آتی تو اس کا نام لے کر منع نہ فرماتے، بلکہ عام الفاظ میں اس حرکت وفعل کو منع فرماتے۔“

جب کوئی عذر خواہ، سامنے آکر معافی کا طالب ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شرم سے گردن مبارک جھکا لیتے۔ (کذافی شمائل الترمذی)

(باقی صفحہ 16 پر)

سیاسی قیادت اور سیرتِ نبوی

حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ

گزشتہ سے پیوستہ

حضرت عمر فاروقؓ کے انصاف کا معیار:

امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطابؓ کا ایک واقعہ تاریخ والے لکھتے ہیں۔ اسلامی ریاست کے قیام کے بعد دوسرے ملکوں کی طرف سے وفود کے آنے کا سلسلہ شروع ہوگیا، رواج کے مطابق ملکوں کے وفد دوسرے ملکوں میں جاتے تھے تو تحفے تحائف لے کر جایا کرتے تھے، ایک مرتبہ قیصر روم نے تحفے میں عورتوں کے استعمال کی خوشبو بھیجی جو پاؤڈر کی شکل میں تھی۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ اسے عورتوں میں کیسے تقسیم کیا جائے، ساتھیوں نے کہا کہ حضرت! اپنی زوجہ محترمہ کو دے دیجیے کہ وہ اسے عورتوں میں تقسیم کر دیں گی۔ حضرت عمرؓ گھر تشریف لے گئے اور اہلیہ محترمہ کو بتایا کہ یہ خوشبو تحفے میں آئی ہے اسے عورتوں میں تقسیم کرنا ہے اس کے لئے ساتھیوں نے تمہارا نام تجویز کیا ہے اس لئے تم اسے تقسیم کردو لیکن پہلے مجھے بتاؤ کہ تمہاری تقسیم کا طریقہ کیا ہوگا؟ اہلیہ نے کہا کہ عورتوں کو اکٹھا کروں گی اور سب میں برابر برابر تقسیم کردوں گی۔ پوچھا اپنا حصہ کتنا رکھو گی؟ بتایا کہ جتنا دوسروں کو دوں گی اتنا ہی اپنا بھی رکھوں گی۔ فرمایا کہ خوشبو کا وہ حصہ جو تقسیم کرتے وقت ہاتھ پر لگ جائے گا وہ کس کھاتے میں جائے گا؟ اس لئے یہ خوشبو سب میں تقسیم کرو لیکن اپنا حصہ کم رکھنا۔ دنیا کا کونسا حکمران ہے جو انصاف کو اس درجے پر قائم رکھ سکے۔

حاکم وقت کے احتساب کا حق:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکومت کا نظام قائم کیا اور معاشرے کے ہر فرد کو احتساب کا حق دیا، ایک مرتبہ ایک صحابیؓ کو باتوں باتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھڑی ماردی جس سے اس کے جسم پر خراش آگئی تو اس نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے بدلہ لوں گا۔ آپ نے اس کے حق کو تسلیم کرتے ہوئے فوراً چھڑی اس کے ہاتھ میں دے دی اور اپنی کمر آگے کردی۔ جب حضرت ابوبکرؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین کے طور پر خلیفہ بنے اور مسجد نبوی میں آئے تو پہلا خطبہ یہ ارشاد فرمایا کہ لوگو! میں تم پر امیر بنا دیا گیا ہوں لیکن میں تم میں سے بہتر نہیں ہوں۔ یہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی انکساری اور کسر نفسی تھی ورنہ "افضل البشر بعد الانبیاء ابوبکر الصدیقؓ" حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کے بعد نسلِ انسانی کی بزرگ ترین شخصیت جناب ابوبکر صدیقؓ کی تھی۔ فرمایا کہ میں تم میں سے بہتر نہیں ہوں لیکن میں تم پر حکمران بنا دیا گیا ہوں اگر میں سیدھا سیدھا چلوں تو میرا ساتھ دو لیکن اگر میں ٹیڑھا چلوں اور میرے طرزِ عمل میں کہیں کجی نظر آئے تو مجھے سیدھا کر دو۔ خلیفۃ المسلمین اپنے پہلے خطبے میں اپنی رعیت کو یہ حق دے رہا ہے کہ اگر میں کسی معاملے میں ٹیڑھا چلوں تو مجھے سیدھا کر دینا۔

جب خلیفہ بنے تو یہی بات حضرت عمر فاروقؓ نے بھی دہرائی۔ آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ لوگو! ابوبکر صدیقؓ نے مجھے تم پر اپنا جانشین مقرر کیا ہے اور تم پر اپنا امیر بنا دیا ہے۔ پھر پوچھا کہ میں اگر سیدھا سیدھا چلوں گا تو میرا ساتھ دو گے لیکن اگر میں ٹیڑھا چلوں گا تو تمہارا طرز عمل کیا ہوگا؟ ایک بدو صحابیؓ نے کھڑے ہو کر اپنی تلوار لہرائی کہ پھر ہم تلوار سے آپ کو سیدھا کر دیں گے۔ اس پر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ یا اللہ! تیرا شکر ہے کہ عمر کی رعیت میں ایسے لوگ موجود ہیں جو عمر کو تلوار کے ساتھ سیدھا رکھنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو احتساب کا تصور اور آزادیٔ رائے کا یہ حق دیا کہ ایک بار جب حضرت عمر فاروقؓ نے بیت المال سے ایک خاندان کے لئے راشن پہنچایا تو گھر کی بڑھیا نے رات کی تاریکی میں حضرت عمرؓ سے کہا کہ اگر عمر اپنی رعیت کے بھوکوں کا خیال نہیں کر سکتا تو اسے اپنے عہدے پر فائز رہنے کا حق نہیں ہے۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد احتساب کے اس تصور کو خلفائے اسلام نے کس

طرح قائم رکھا؟ امیر المؤمنین حضرت معاویہؓ بیس سال تک مسلمانوں کے متفقہ امیر المؤمنین رہے ان کے بارے میں تاریخ ایک دلچسپ واقعہ نقل کرتی ہے۔ طبرانی کی روایت ہے کہ حضرت معاویہؓ نے ایک دن جمعے کے خطبے کے دوران ایک جملہ فرمایا: ’’انما المال مالنا والفئی فیئنا من شئنا عطیناہ و من شئنا منعناہ ‘‘ کہ بیت المال کا مال ہمارا مال ہے اور غنیمت کا مال ہمارا مال ہے ہم جس کو چاہیں دیں اور جس کو چاہیں نہ دیں۔ یعنی بیت المال کی دولت اور غنیمت کے مال پر ہماری مرضی ہے کہ جسے چاہیں دیں جسے چاہیں نہ دیں۔ اس پر ایک جمعہ گزر گیا۔ اگلا جمعہ آیا تو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے یہ بات پھر دہرادی، لوگوں میں کچھ کھسر پھسر ہوئی کہ یہ کیا بات ہو رہی ہے۔ تیسرا جمعہ آیا تو حضرت معاویہؓ نے ایک بار پھر یہی بات دہرادی۔ دمشق کی جامع مسجد میں جمعے کا یہ خطبہ ہو رہا تھا اجتماع میں سے ایک آدمی کھڑا ہو گیا اس نے کہا کہ امیر المؤمنین بات سنیے، یہ تیسرا جمعہ ہے کہ آپ یہی بات کہہ رہے ہیں۔ سنیے، یہ بیت المال کسی کے باپ کی جاگیر نہیں ہے یہ مسلمانوں کا مال ہے ہم کسی کو مسلمانوں اور بیت المال کے درمیان حائل نہیں ہونے دیں گے۔ جمعہ کے بعد حضرت معاویہؓ نے اس شخص کو اپنے گھر بلا لیا، کچھ لوگ پیچھے گئے کہ اگر کوئی بات سختی کی ہوئی تو ہم اس کی حمایت کریں گے۔ اندر گئے تو دیکھا کہ حضرت معاویہؓ نے اسے اپنی مسند پر بٹھا رکھا ہے اور خود اس کے سامنے مؤدب بیٹھے ہوئے فرما رہے ہیں کہ ’’ان ھذا حیاتنی حیاۃ اللہ ‘‘ کہ اللہ تعالیٰ اسے زندگی دے اس نے مجھے نئی زندگی عطا کی۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ اصل قصہ یہ ہے کہ میں جو یہ بات دہرا رہا تھا تو میں ایسا قصداً کر رہا تھا کہ اس سے میرا ایک مقصد تھا۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ارشاد سنا کہ میرے بعد میری امت میں کچھ حکمران ایسے بھی آئیں گے جو میرے منبر پر کھڑے ہو کر جو جی میں آئے گا کہیں گے کوئی پوچھنے والا نہیں ہوگا کوئی باز پرس نہیں کرنے والا ہوگا، ایسے حکمران جہنم میں بندروں کی طرح چھلانگیں لگاتے پھریں گے۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا کہ جب پہلے جمعے میں مجھے کسی نے اس بات پر نہیں ٹوکا تو مجھے یہ بات کھٹکی کہ معاویہؓ معاملہ کچھ گڑبڑ ہے۔ دوسرے جمعے میں نے پھر یہ بات دہرائی کہ شاید اب کوئی کھڑا ہو، جب پھر کوئی نہیں کھڑا ہوا تو مجھے پریشانی لاحق ہوگئی کہ یہ مسئلہ تو خراب لگتا ہے، کہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کی زد میں تو نہیں آ رہا۔ آج کے خطبہ جمعہ میں اس شخص نے کھڑے ہو کر مجھے ٹوک دیا اور مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشین گوئی کی زد سے نکالا۔ حضرت معاویہؓ صحابہ کرامؓ میں آخری خلیفہ ہیں ان کا معیار یہ ہے کہ وہ خود احتسابی کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پر پرکھ رہے ہیں۔

حاکم وقت کا احتساب، رعیت کا حق یا ذمہ داری؟

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکومت کا جو تصور پیش کیا اس میں عام لوگوں کو احتساب کا حق دیا کہ اگر حاکم وقت میں کوئی غلط بات دیکھیں تو ٹوک دیں۔ آج کے نظام سیاست میں اور اسلام کے نظام سیاست میں ایک بنیادی فرق ہے۔ حاکم وقت اگر کوئی بات یا عمل حق کے خلاف کر رہا ہو یا ناانصافی اور ظلم کا معاملہ کر رہا ہو تو اسے اس طرز عمل سے روکنے کو آج کی دنیا ہر شہری کا حق قرار دیتی ہے۔ لیکن حاکم وقت کے خلاف تنقید کرنا اسے اس کی غلطی پر ٹوکنا اور اس کی غلط بات کی نشاندہی کرنا، اسلام نے اسے حق نہیں بلکہ ذمہ داری قرار دیا ہے۔ اسلام کے اور آج کے مروجہ نظام سیاست میں یہ فرق ہے۔ حق تو اختیاری ہوتا ہے کہ کوئی اپنا حق استعمال کرے یا نہ کرے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اختیار نہیں دیا بلکہ بالخصوص علماء کرام کے حوالے سے یہ فرمایا کہ غلط بات کو غلط کہنا پڑے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو عالم ایک ظالم حکمران کے ظلم کو دیکھ کر خاموش رہے وہ اپنی ذمہ داری سے گریز کر رہا ہے، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے جہاد قرار دیا ’’افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جائر ‘‘ کہ سب سے بہتر جہاد ظالم حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنا ہے۔

ایک حدیث میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو جو ظالم حکمرانوں کے سامنے حق بات کہنے کا حوصلہ نہ کریں، شیطان کا ساتھی قرار دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو میرے منبر پر بیٹھتا ہے اور ظالم کے ظلم کو ظلم نہیں کہتا ’’شیطان اخرس‘‘ وہ گونگا شیطان ہے۔ لیکن اس میں نکتہ یہ ہے کہ بھلائی کی بات ایسے انداز سے کہی جائے کہ جس میں خیر خواہی ہو۔ ایک صحابی نے پوچھا یا رسول اللہ! دین کیا ہے؟ فرمایا خیر خواہی کا نام دین ہے۔ پوچھا کس کی خیر خواہی؟ فرمایا ’’للّٰہ ولرسولہ ولائمۃ

المسلمین و عامتھم ‘‘ کہ اللہ کے لئے خیر خواہی (اللہ کی بندگی)، اللہ کے رسول کے لئے خیرخواہی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت پر عمل)، مسلم حکمرانوں کی خیر خواہی (غلط باتوں پر تنقید) اور عوام الناس کی خیر خواہی۔ یعنی غلط بات پر موقع محل کی مناسبت سے تنقید کرنا ایک ذمہ دار شہری کا فریضہ ہے لیکن یہ تنقید ایسے انداز سے ہو کہ اس میں دشمنی کا پہلو نہ ہو بلکہ خیر خواہی کا پہلو ہو۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمرانوں کی غلطیوں کو درست کرنے کو دین قرار دیا اور اسے جہاد کا درجہ دیا۔

میں نے اپنی گفتگو میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام حکومت کی دو بنیادی خصوصیات کا تذکرہ کیا ہے۔ پہلی خصوصیت یہ کہ آپ نے ایک حاکم وقت کے طور پر اپنا معیارِ زندگی عام لوگوں کے مطابق رکھا، اس میں حکمت یہ تھی کہ ایک حاکم وقت عام لوگوں کے مسائل و مشکلات سے صحیح طور پر آگاہی اسی صورت میں حاصل کر سکتا ہے جبکہ وہ خود روز مرہ زندگی کے ان مسائل و مشکلات سے گزرے۔ اگر حکمرانوں اور عوام الناس کے معیارِ زندگی میں فرق ہوگا تو حکمرانوں کو لوگوں کے مسائل کا صحیح ادراک نہیں ہو سکے گا اور وہ صحیح حکمرانی نہیں کر سکیں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طرزِ حکومت متعارف کروایا اس کی دوسری خصوصیت یہ تھی کہ معاشرے کے ہر فرد کو حاکم وقت کے احتساب کا حق دیا اور بالخصوص معاشرے کے اصحابِ علم و دانش کی یہ ذمہ داری قرار دی کہ وہ حکمرانوں کے غلط اقدامات کی نشاندہی کرتے رہیں کہ احتساب کا یہ عمل حکومتی نظام کو صحیح رخ پر چلنے میں مدد دیتا رہے۔ اہل علم اگر امرأ کے احتساب سے صرف نظر کریں گے اور جانتے بوجھتے ہوئے ان کے غلط اقدامات کی نشاندہی نہیں کریں گے تو وہ مجرم ٹھہریں گے اور اپنے فرض کی ادائیگی میں قصوروار ہوں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کے سامنے سیاسی راہنمائی کا جو تصور پیش کیا اس کی ایک جھلک میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہے۔ ☆☆

بقیہ:......سیرت خاتم النبیین ﷺ کی اجمالی سیر!

زید بن سعنہ ایک یہودی تھا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا قرضہ دینا تھا، اس یہودی نے آتے ہی چادر آپ کے شانہ مبارک سے اتار لی، جسم کے کپڑے پکڑ لئے اور ٹرانے لگا کہ: عبدالمطلب والے بڑے نادہندہ ہوتے ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے سختی سے جھڑک دیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور فرمایا: ’’عمرؓ! تم مجھے حسن ادائیگی کے لئے کہتے اور اسے حسن تقاضا سکھاتے۔‘‘ پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت زید کی جانب مخاطب ہوئے، فرمایا: ’’ابھی تو وعدہ میں تین دن باقی ہیں‘‘، پھر حضرت عمرؓ سے فرمایا: ’’اس کا قرضہ ادا کر دو بیس صاع زیادہ بھی دینا، کیونکہ تم نے اسے دھمکایا اور ڈرایا بھی تھا۔‘‘ (کذافی الشفاء، قاضی عیاضؒ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وعظ اور تبلیغ کے لئے طائف تشریف لے گئے، وہاں کے باشندوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر کیچڑ پھینکی، آوازے کسے، اتنے پتھر مارے کہ حضور پُرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام لہو سے تربہ تر اور بے ہوش گئے، پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ: میں ان لوگوں کی ہلاکت نہیں چاہتا، اگر یہ ایمان نہ لائے تو امید ہے کہ ان کی اولاد مسلمان ہو جائے گی۔‘‘ (کذافی البخاری)

عفو و رحم:

حضرت عائشہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ: ’’نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذاتِ مبارک کی بابت کسی سے انتقام نہیں لیا۔‘‘ (کذافی البخاری)

جنگ احد میں کافروں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دانت مبارک توڑا، سر پھوڑا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک غار میں گر گئے، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ: ان پر بددعا فرمایئے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’میں لعنت کرنے کے لئے نبی نہیں بنایا گیا، خدا نے مجھے لوگوں کو اپنی بارگاہ میں بلانے کے لئے بھیجا ہے۔‘‘ اس کے بعد یہ دعا فرمائی: ’’اے خدا! میری قوم کو ہدایت فرما، وہ مجھے نہیں جانتے۔‘‘ (کذافی الشفاء، قاضی عیاضؒ)

عفت و عصمت:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ایامِ جاہلیت کی رسموں میں سے میں نے کبھی کسی میں حصہ نہیں لیا، صرف دو دفعہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے خود ہی بچالیا، دس برس سے کم عمر تھی، میں نے اس چرواہے سے، جس کے ساتھ میں بکریاں چراتا تھا، کہا: اگر تم میری بکریاں سنبھالو تو میں مکہ (آبادی کے اندر) جاؤں، جیسے اور نوجوان کہانیاں کہتے اور سنتے ہیں، میں بھی کہانیاں کہوں اور سنوں، اس ارادے سے میں شہر آیا، پہلے ہی جس گھر پہنچا تو وہاں دف اور مزامیر بج رہے تھے، اس گھر میں بیاہ تھا، میں انہیں دیکھنے لگا، نیند نے غلبہ کیا سو رہا، جب سورج نکلا تب آنکھ کھلی۔ دوسری دفعہ اس ارادہ سے نکلا تو اسی طرح نیند آگئی اور وقت گزر گیا، ان دو واقعات کے سوا کبھی رسم جاہلیت کا ارادہ نہیں کیا۔ سبحان اللہ! (کذافی الشفاء)

عقیدۂ ختم نبوت...قرآن واحادیث کی روشنی میں

دسویں اور آخری قسط

پروفیسر ایم نذیر احمد تشنہ

اب نبی کی آخر ضرورت کیا ہے؟

دوسری قابل غور بات یہ ہے کہ نبوت کوئی ایسی صفت نہیں ہے جو ہر اس شخص میں پیدا ہوجایا کرے جس نے عبادت اور عمل صالح میں ترقی کرکے اپنے آپ کو اس کا اہل بنالیا ہو۔ نہ یہ کوئی ایسا انعام ہے جو کچھ خدمات کے صلہ میں عطا کیا جاتا ہو، بلکہ یہ ایک منصب ہے، جس پر ایک خاص ضرورت کی خاطر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مقرر کرتا ہے۔ وہ ضرورت جب داعی ہوتی ہے تو ایک نبی اس کے لئے مامور کیا جاتا ہے اور جب ضرورت نہیں ہوتی یا باقی نہیں رہتی تو خواہ مخواہ انبیاء پر انبیاء نہیں بھیجے جاتے۔

قرآن مجید سے جب ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی کے تقرر کی ضرورت کن کن حالات میں پیش آئی ہے تو پتا چلتا ہے کہ صرف چار حالتیں ایسی ہیں جن میں انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں:

اول:...... یہ کہ کسی خاص قوم میں نبی بھیجنے کی ضرورت اس لئے ہو کہ اس میں پہلے کبھی کوئی نبی نہ آیا تھا اور کسی دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام بھی اس تک نہ پہنچ سکتا تھا۔

دوم:...... یہ کہ نبی بھیجنے کی ضرورت اس وجہ سے ہو کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کی تعلیم بھلادی گئی ہو یا اس میں تحریف ہوگئی ہو اور اس کے نقش قدم کی پیروی کرنا ممکن نہ رہا ہو۔

سوم:...... یہ کہ پہلے گزرے ہوئے نبی کے ذریعہ مکمل تعلیم و ہدایت لوگوں کو نہ ملی ہو یا اس میں تحریف ہوگئی ہو اور اس کے نقش قدم کی پیروی کرنا ممکن نہ رہا ہو۔

چہارم:...... یہ کہ ایک نبی کے ساتھ اس کی مدد کے لئے ایک اور نبی کی حاجت ہو۔

اب یہ ظاہر ہے کہ ان میں سے کوئی ضرورت بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی نہیں رہتی ہے۔ قرآن کریم خود کہہ رہا ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے اور دنیا کی تمدنی تاریخ بتارہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت سے مسلسل ایسے حالات موجود رہے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت سب قوموں کو پہنچ سکتی تھی اور ہر وقت پہنچ سکتی ہے، اس کے بعد الگ الگ قوموں میں انبیاء کرام علیہم السلام آنے کی کوئی حاجت باقی نہیں رہتی۔

قرآن کریم اس پر بھی گواہ ہے اور اس کے ساتھ حدیث وسیرت کا پورا ذخیرہ اس اَمر کی شہادت دے رہا ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیم بالکل اپنی صحیح صورت میں محفوظ ہے۔ اس میں مسخ وتحریف کا کوئی عمل نہیں ہوا ہے جو کتاب آپ لائے تھے اس میں ایک لفظ کی بھی کمی وبیشی آج تک نہیں ہوئی اور نہ ہی قیامت تک ہوسکتی ہے، جو ہدایت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول وعمل سے دی، اس کے تمام آثار آج بھی اس طرح ہمیں مل جاتے ہیں کہ گویا ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں موجود ہیں۔ اس لئے دوسری ضرورت بھی ختم ہوگئی۔

پھر قرآن مجید یہ بات بھی صاف صاف کہتا ہے کہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے دین کی تکمیل کردی گئی، لہٰذا تکمیل دین کے لئے بھی اب کوئی نبی درکار نہیں رہا۔

اب رہ جاتی ہے چوتھی ضرورت تو اگر اس کے لئے نبی درکار ہوتا تو وہ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقرر کیا جاتا، ظاہر ہے کہ جب وہ مقرر نہیں کیا گیا تو یہ وجہ بھی ساقط ہوگئی۔

اب ہمیں معلوم ہونا چاہئے کہ وہ پانچوں وجہ کون سی ہیں جس کے لئے آپ کے بعد ایک نبی کی ضرورت ہو؟ اگر کوئی کہے کہ قوم بگڑ گئی ہے، اس لئے اصلاح کی خاطر ایک نبی کی ضرورت ہے تو ہم اس سے پوچھیں گے کہ محض اصلاح کے لئے نبی دنیا میں کب آیا ہے کہ آج

صرف اس کام کے لئے وہ آئے؟ نبی تو اس لئے مقرر ہوتا ہے کہ اس پر وحی کی جائے اور وحی کی ضرورت یا تو کوئی نیا پیغام دینے کے لئے ہوتی ہے یا پچھلے پیغام کی تکمیل کرنے کے لئے یا اس کو تحریفات سے پاک کرنے کے لئے۔ قرآن کریم اور سنت محمدیہ کے محفوظ ہو جانے اور دین کے مکمل ہو جانے کے بعد جب وحی کی سب ممکن ضرورتیں ختم ہو چکی ہیں تو اب اصلاح کے لئے صرف مصلحین کی حاجت باقی ہے نہ کہ انبیاء کرام صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

نئی نبوت اب امت کے لئے رحمت نہیں بلکہ لعنت ہے:

تیسری قابل توجہ بات یہ ہے کہ نبی جب بھی کسی قوم میں آئے گا فوراً اس میں کفر و ایمان کا سوال اٹھ کھڑا ہوگا، جو اس کو مانیں گے وہ ایک امت قرار پائیں گے اور جو اس کو نہ مانیں گے وہ لامحالہ دوسری امت ہوں گے۔ ان دونوں امتوں کا اختلاف محض فروعی اختلاف نہ ہوگا بلکہ ایک نبی پر ایمان لانے اور نہ لانے کا ایسا بنیادی اختلاف ہوگا جو انہیں اس وقت تک جمع نہ ہونے دے گا جب تک ان میں سے کوئی اپنا عقیدہ نہ چھوڑ دے، پھر ان کے لئے عملاً بھی ہدایت اور قانون کے ماخذ الگ الگ ہوں گے، کیونکہ ایک گروہ اپنے تسلیم کردہ نبی کی پیش کی ہوئی وحی اور اس کی سنت سے قانون لے گا اور دوسرا گروہ اس کے ماخذ قانون ہونے کا سرے سے منکر ہوگا۔ اس بنا پر ان کا ایک مشترکہ معاشرہ بن جانا کسی طرح بھی ممکن نہ ہوگا۔

ان حقائق کو اگر کوئی شخص نگاہ میں رکھے تو اس پر یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ ختم نبوت امت مسلمہ کے لئے اللہ کی ایک بہت بڑی رحمت ہے جس کی بدولت ہی اس امت کا ایک دائمی اور عالمگیر برادری بننا ممکن ہوا۔ اس چیز نے مسلمانوں کو ایسے ہر بنیادی اختلاف سے محفوظ کر دیا ہے جو ان کے اندر مستقل تفریق کا موجب ہو سکتا ہو۔ اب جو شخص بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا ہادی و رہبر اور آپ کی دی ہوئی تعلیم کے سوا کسی اور ماخذ ہدایت کی طرف رجوع کرنے کا قائل نہ ہو وہ اس برادری کا فرد ہے اور ہر وقت ہو سکتا ہے۔ یہ وحدت اس امت کو کبھی نصیب نہ ہو سکتی تھی اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہو جاتا کیونکہ ہر نبی کے آنے پر یہ پارہ پارہ ہوتی رہتی۔

آدمی سوچے تو اس کی عقل خود یہ کہہ دے گی کہ جب تمام دنیا کے لئے ایک نبی بھیج دیا جائے اور جب اس نبی کے ذریعہ سے دین کی تکمیل بھی کر دی جائے اور جب اس نبی کی تعلیم کو پوری طرح محفوظ بھی کر دیا جائے تو نبوت کا دروازہ بند ہو جانا چاہئے تا کہ اس آخری نبی کی پیروی پر جمع ہو کر تمام دنیا میں ہمیشہ کے لئے اہل ایمان کی ایک ہی امت بن سکے اور بلا ضرورت نئے نئے نبیوں کی آمد سے اس امت میں بار بار تفرقہ نہ برپا ہوتا رہے۔ نبی خواہ ”ظلی“ ہو یا ”بروزی“ امتی ہو یا صاحب شریعت اور صاحب کتاب، بہرحال جو شخص نبی ہوگا اور خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہوگا، اس کے آنے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے ماننے والے ایک امت بنیں اور نہ ماننے والے کافر قرار پائیں۔ یہ تفریق اس حالت میں تو ناگزیر ہے جبکہ نبی کے بھیجے جانے کی فی الواقع ضرورت ہو۔ مگر جب اس کے آنے کی کوئی ضرورت باقی نہ رہے تو خدا کی حکمت اور اس کی رحمت سے یہ بات قطعی بعید ہے کہ وہ خواہ مخواہ اپنے بندوں کو کفر و ایمان کی کشمکش میں مبتلا کرے اور انہیں کبھی ایک امت نہ بننے دے۔ لہٰذا جو کچھ قرآن کریم سے ثابت ہے اور جو کچھ سنت اور اجماع سے ثابت ہے عقل بھی اسی کو صحیح تسلیم کرتی ہے اور اس کا تقاضا بھی یہ ہے کہ اب نبوت کا دروازہ بند ہی رہنا چاہئے۔

ایک شخص نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا اور دوسرے لوگ اس کی نبوت پر ایمان لائے۔ اس کے خلاف کارروائی ہوئی۔ یہ کارروائی حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد ہوئی، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قیادت میں ہوئی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی پوری جماعت کے اتفاق سے ہوئی۔ اجماع صحابہ کی اس سے زیادہ صریح مثال شاید ہی کوئی اور ہو۔

مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کا دعویٰ نبوت قبائلی رقابت کا نتیجہ تھا۔ یہ دونوں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے ہی میں اپنی جھوٹی نبوت کا واضح اعلان کر چکے تھے۔ مسیلمہ کذاب نے تو سرکشی کی تمام حدود کا تجاوز کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے قاصد کے ذریعے یہ خط بھیجنے کی ناپاک جسارت کر لی کہ ”میں بھی معاذ اللہ! آپ کی طرح نبی ہوں۔ آدھی زمین ہمارے لئے ہے اور آدھی زمین اہل قریش کے لئے ہے لیکن قریش کی قوم انصاف پسند نہیں۔“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سفراء کو امان دیتے ہوئے مسیلمہ کی جھوٹی تحریر کو

سن کر جواباً لکھا: ''بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم...... من محمد رسول اللّٰہ الی مسیلمہ الکذاب! اس شخص کے لئے سلامتی ہے جو ہدایت کی پیروی کرتا ہے۔ بے شک ساری زمین اللہ تعالیٰ کی ہے وہ جس کو چاہتا ہے اپنے نیک بندوں میں سے اس کا وارث بناتا ہے اور اس شخص کے لئے سلامتی ہے جو ہدایات کی پیروی کرتا ہے۔''

ان میں سے دوسرا بدبخت اسود عنسی تھا، جو گورنر یمن ''بدہان'' کی وفات کے بعد اس قبیلے پر اپنا تسلط جما کر والی بن بیٹھا۔ اس سے اس کا حوصلہ اتنا بڑھا کہ اس نے نجران کے مسلمان عامل کو شہید کر کے اس کی بیوی کو قیدی بنا کر لے گیا اور آخر کار باذان کی بیوی جو اس کی قیدی تھی، اس نے موقع پا کر اسے قتل کرا دیا۔

طلیحہ اسدی قبیلہ بنو اسد کا سردار ماہر جنگجو اور لائق سیاستدان تھا۔ اس کی خبیث عقل نے اس کو یہ دھوکا دیا کہ وہ نبی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو طلیحہ بن خویلد کی گوشمالی پر مامور کیا، جنہوں نے بزاخہ کی وادی میں طلیحہ اور اس کے تابعین کو شکست فاش دی۔ طلیحہ نے راہِ فرار اختیار کی اور کچھ عرصے بعد مشرف بہ اسلام ہوگیا۔

مسیلمہ کذاب یمامہ کے قبیلہ بنو بکر کی شاخ بنوحنیفہ کا سردار تھا۔ نبوت کی مدعیہ سجاح بنت حارثہ سے اس نے شادی کرلی۔ اس سے مسیلمہ کذاب کی طاقت میں بہت اضافہ ہوگیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا۔ جنگ کے دوران میں حضرت وحشی رضی اللہ عنہ (جس نے حضرت حمزہؓ کو غزوۂ احد میں شہید کیا تھا) نے اسے کیفر کردار تک پہنچا دیا اور سجاح بنت حارثہ میدان جنگ سے بھاگ گئی اور بعد میں مسلمان ہوگئی۔ بنوحنیفہ نے دوبارہ اسلام قبول کرلیا۔

مسیلمہ کذاب کے ساتھ معرکہ یمامہ میں اکیس ہزار مرتدین قتل ہوئے۔ مدینہ منورہ کے مہاجرین وانصار میں ۳۶۰ بزرگان امت اور مکہ معظمہ سے آئے ہوئے ۳۰۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے جام شہادت نوش کیا، ان میں سے اکثریت حفاظ اور کئی بدری صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بھی شامل تھے۔ حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں ۲۵۹ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین شہید ہوئے اور اس دوران میں قتل ہونے والے کفار کی کل تعداد ۷۵۹ تھی۔ مرتدین کی سرکوبی پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا اجماع ہوا اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا عقیدہ مسلمانوں کا جزو ایمان بن گیا۔

☆☆..........☆☆

قاری محمد حیات تونسویؒ

مولانا قاری محمد حیات تونسویؒ بستی مڑل کھڈ بزدار تونسہ شریف کے رہنے والے تھے۔ آپ نے جامعہ قاسم العلوم ملتان سے دورۂ حدیث شریف کیا۔ مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا فیض احمد، مولانا محمد اکبر اور دوسرے اساتذہ کرام سے فیوض و برکات حاصل کیں۔ ملک کے نامور خطیب مولانا عبدالکریم ندیم خان پور، دارالعلوم کبیروالا کے مہتمم مولانا ارشاد احمد مدظلہ آپ کے ہم درس تھے۔ پندرہ سولہ سال کوٹ شاکر ضلع جھنگ میں خطابت سرانجام دیتے رہے، کچھ عرصہ سپاہ صحابہ جھنگ کے سرپرست بھی رہے۔ ۱۹۹۳ء میں جامعہ انوارالزہراؓ کے نام سے بنات کا ادارہ اور جامع مسجد الحسنین کے نام سے فتح پور لیہ میں مسجد قائم کی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی طور پر سرپرستوں میں سے تھے۔ راقم جب بھی اس علاقہ سے گزرا ان کی خدمت میں حاضری دی، بہت ہی خوش ہوتے اور دعاؤں سے نوازتے۔ شوگر کی وجہ سے پاؤں میں پھوڑا ہوگیا، جو پوری ٹانگ میں سرایت کر گیا، جس کی وجہ سے ٹانگ کاٹنی پڑی تو سفر سے معذور ہوگئے اور بچیوں کے مدرسہ میں بڑے اسباق حدیث پاک کے پڑھاتے رہے۔ اس پر اللہ پاک کا شکر ادا کرتے کہ اگرچہ میں ٹانگ سے معذور ہوگیا اور تبلیغ دین کا فریضہ بھی چھوٹ گیا لیکن اللہ پاک نے احادیث نبویہ کی تدریس جیسی عظیم الشان سعادت سے سرفراز فرمایا، اپنے آپ کو اس شعر کا مصداق سمجھتے جو سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے:

''رضینا قسمۃ الجبار فینا لنا علم وللجھال مالٌ''

۴؍ستمبر ۲۰۲۱ء کو اس دارفانی سے کوچ فرمایا، آپ کی نماز جنازہ جامعہ محمودیہ جھنگ کے شیخ الحدیث مولانا عبدالرحیم مدظلہ نے پڑھائی اور فتح پور لیہ میں سپرد خاک کئے گئے۔ ۲۰؍ستمبر کو نواں جنڈانوالہ ضلع میانوالی کی کانفرنس سے واپسی پر مولانا محمد ساجد سلمہ کی معیت میں ان کے ادارہ میں حاضری دی اور ان کے فرزندان گرامی سے تعزیت کا اظہار کیا۔ اللّٰھم اغفرلہ وارحمہ واعف عنہ وعافہ۔

(مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس، ملتان

تفصیلی رپورٹ: مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

گزشتہ سال ملتان میں کانفرنس تجویز ہوئی۔ اس کے لئے بھرپور محنت کی گئی۔ شومئی قسمت کہ کانفرنس سے ایک روز قبل اتنی بارش ہوئی کہ کانفرنس کرنا ممکن نہ رہا۔ امسال کانفرنس ۷/اکتوبر کو تجویز ہوئی جس کے لئے جنوبی پنجاب کے تین ڈویژنوں (ملتان ڈویژن، ڈیرہ غازی خان ڈویژن، بہاول پور ڈویژن) کو میدان مقرر کیا گیا۔ ملتان ڈویژن کے اضلاع (ملتان، خانیوال، وہاڑی، لودھراں)، بہاول پور ڈویژن کے اضلاع (بہاول پور، رحیم یار خان، بہاول نگر)، ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے اضلاع (ڈیرہ غازی خان، راجن پور، لیہ، مظفر گڑھ کے علاوہ بھکر، ساہیوال اور جھنگ کی تحصیلوں چیچہ وطنی، شورکوٹ) مذکورہ بالا اضلاع کی تحصیلوں، شہروں، قصبات حتیٰ کہ دیہات تک میں آواز لگائی گئی۔ تشہیر و اعلانات، اشتہارات، پینا فلیکس، اسٹیکرز لگوانے کے لئے ان اضلاع کے مبلغین حافظ محمد انس، مولانا محمد وسیم اسلم، مولانا عبدالستار گورمانی، مولانا محمد اسحاق ساقی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا حمزہ لقمان، مولانا محمد ساجد، مولانا محمد اقبال، مولانا محمد قاسم رحمانی، سندھ سے مولانا مختار احمد، مولانا تجمل حسین، مولانا ظفر اللہ سندھی، منڈی بہاؤالدین کے مبلغ مولانا محمد قاسم سیوطی نے ایک ہفتہ، راولپنڈی کے مبلغ مولانا محمد طارق نے ایک ہفتہ، قصور، اوکاڑہ کے مبلغ مولانا عبدالرزاق مجاہد نے بہاول نگر ضلع کے لئے دس روز دیئے۔ مذکورہ بالا مبلغین نے حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کی سرپرستی و دعاؤں، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا کی نگرانی میں شب و روز محنتیں کیں۔

> **یہ کانفرنس قادیانیوں، ان کے سرپرستوں اور تل ابیب کو پیغام ہے کہ مسلمانانِ عالم ان کی پناہ گاہوں کو جانتے ہیں، مسلمانانِ عالم اسلام، عقیدۂ ختم نبوت، ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے جاگ رہے ہیں: قائد جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ**

حضرت امیر مرکزیہ حافظ ناصر الدین خاکوانی دامت برکاتہم اور جامعہ عمر بن خطاب کے مہتمم مولانا کریم بخش مدظلہ نے اپنی ڈائریاں دفتر کے سپرد کر دیں کہ جو اوقات فارغ ہوں جہاں چاہیں اجتماع رکھ لیں۔ راقم نے بھی تقریباً دس روز کانفرنس کی دعوت و تشہیر کے لئے مذکورہ بالا اضلاع میں کام کیا۔ کانفرنس سے دو روز قبل حافظ محمد انس، مولانا محمد وسیم اسلم، مولانا محمد بلال، جناب عزیز الرحمٰن رحمانی نے رفقاء سمیت اسٹیڈیم میں ڈیرے لگالئے اور کانفرنس کے انتظامات کی نگرانی کرتے رہے۔ تا آنکہ ۷/اکتوبر کا دن آ گیا اور کانفرنس کا آغاز عصر کی نماز کے بعد کر دیا گیا۔ راقم عصر کے بعد کی نشست میں شریک نہ ہوسکا۔ مغرب کے بعد جن حضرات کے بیانات ہوئے تفصیل درج ذیل ہے۔

تلاوت کے بعد نعت مولانا قاری منیر احمد جالندھری مدظلہ کے فرزند ارجمند مولانا سعد جالندھری نے پیش کی۔

نعت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین مولانا تجمل حسین، مولانا محمد اقبال، مولانا خالد عابد، مولانا محمد عارف شامی، مولانا عتیق الرحمٰن بستی خداداد، مولانا محمد ساجد، مولانا محمد آصف، مولانا حمزہ لقمان کے بیانات ہوئے۔ جامعہ فاروقیہ شجاع آباد کے مہتمم و شیخ الحدیث مولانا زبیر احمد صدیقی نے مرزا قادیانی کے دعاوی، مجدد، مہدی، مسیح کا کچا چٹھا واضح کیا۔ مولانا

صدیقی نے مذکورہ بالا اصطلاحات کی تعریف بیان کی اور مرزا قادیانی کا کردار و کریکٹر بیان کیا۔ سامعین نے مرزا قادیانی اور قادیانیوں پر تف اور لعنت کے ڈونگرے برسائے۔

مولانا ایاز الحق قاسمی حفظہ اللہ جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان کے امیر ہیں۔ انہوں نے اپنی کابینہ سمیت دن رات کانفرنس کے لئے محنت کی۔ انہوں نے اپنی خطابت کے جادو جگائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر کے مبلغ مولانا محمد حسین ناصر نے قادیانیوں کے کفریہ عقائد سے سامعین کو آگاہ کیا۔ جامعہ بنوری ٹاؤن کے نائب مہتمم مولانا محمد احمد یوسف بنوری نے اپنے جدامجد شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری کی یاد تازہ کر دی۔ کانفرنس کی منتظمہ کے رکن رکین مولانا محمد وسیم اسلم نے بہترین انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ جامعہ اشرفیہ مان کوٹ خانیوال کے مہتمم و شیخ الحدیث مولانا مفتی محمد احمد انور نے فاضلانہ انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مولانا عتیق الرحمٰن مرکزی مبلغ نے بہت اعتماد سے خطاب کیا۔

سلسلۂ نقشبندیہ کے معروف شیخ طریقت حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ کے فرزند ارجمند مولانا سیف اللہ نقشبندی نے شرکت کی۔ موصوف نے اوصاف نبوت پر جاندار خطاب کیا اور کہا کہ مرزا قادیانی کہاں پدی کہاں پدی کا شوربہ، مرزا قادیانی میں نبوت کی در کنار کوئی شریفانہ عادت وخصلت نہ پائی جاتی تھی۔ جامعہ عمر ابن خطاب کے شیخ الحدیث و مہتمم مولانا کریم بخش مدظلہ نے ثلاثون، کذابون دو جالون والی حدیث مبارکہ کے مطابق کئی ایک جھوٹے مدعیان نبوت کے دجالانہ خصائل بیان کئے۔

مولانا نے فرمایا کہ کئی ایک مدعیان نبوت تو سالہا سال تک اپنی جھوٹی نبوت کا ڈھونگ رچاتے رہے اور حکومتیں بھی کیں۔ انہوں نے مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ بایں ہمہ مجاہدین ختم نبوت نے ناگفتہ بہ حالات میں ان کا مقابلہ کیا اور وہ فتنے اپنے انجام کو پہنچے۔ ان شاء اللہ العزیز! فتنہ قادیانیت بھی جلد از جلد اپنے منطقی انجام کو پہنچے گا۔ انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین، مبلغین، کارکنوں کو عظیم الشان محفل سجانے پر مبارک باد پیش کی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے امیر مرکزیہ کی طرف سے پیش کیا جانے والا خطبہ استقبالیہ پڑھ کر سنایا، جس میں عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ملتان اور اہلیان ملتان کی خدمات کو سراہا گیا۔ خطبہ استقبالیہ میں بتلایا گیا کہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بنیاد ۱۹۴۹ء میں ملتان میں رکھی گئی، جس میں مولانا محمد علی جالندھری کنوینیر بنائے گئے۔ بعدازاں شاہ جی امیر، مولانا جالندھری ناظم اعلیٰ چنے گئے۔ باضابطہ انتخاب ۱۹۵۴ء میں ہوا۔

تحریک ختم نبوت کا ہیڈ آفس ملتان میں ہے۔ مجلس کے دو سابق امراء ملتان میں آرام فرما ہیں۔ ان شاء اللہ العزیز! ملتان حسب سابق تحریک کی قیادت کرتا رہے گا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے مبلغ مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے جاندار خطاب کیا۔ جماعت اسلامی کے مرکزی نائب امیر جناب لیاقت بلوچ نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو شاندار خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ مجلس کے قائدین، مبلغین اور کارکن عقیدۂ ختم نبوت کی چوکیداری کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

جامع العلوم بہاول نگر کے مہتمم و شیخ الحدیث مولانا جلیل احمد اخون نے احادیث نبویہ کی رو سے عقیدۂ ختم نبوت پر مبرہن و مدلل بیان کیا۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے امیر مولانا نور محمد ہزاروی نے حکمرانوں کو قادیانیت نوازی سے باز رہنے کی تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ حکمران قادیانیت نوازی سے باز نہ آئے تو اسلامیان پاکستان ان کا بوریہ بستر لپیٹنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ ہم اپنے اکابرین کی طرح ختم نبوت کے وفادار سپاہی کا کردار ادا کرتے رہیں گے۔

متحدہ جمعیۃ اہل حدیث کے سربراہ مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جس طرح مولانا سید داؤد غزنوی عقیدہ ختم نبوت کی پاسبانی کے لئے امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے دست و بازو رہے، ہم بھی قائد تحریک ختم نبوت حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی کو یقین دہانی کراتے ہیں کہ جہاں آپ کا پسینہ گرے گا، وہاں اپنا خون پیش کریں گے۔

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری ڈاکٹروں کے روکنے کے باوجود تشریف لائے اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ یہ اسٹیڈیم

آج تک کوئی سیاسی ومذہبی اجتماع نہیں بھر سکا۔ مجلس کی مساعی جمیلہ سے آج یہ تنگیٔ داماں کی شکایت کررہا ہے۔انہوں نے حکمرانوں سے کہا کہ وہ مدارس عربیہ اور دینی اداروں کو کنٹرول کرنے کا وہم وخیال دل سے نکال دیں۔ہم دین اور دینی مدارس کے تحفظ کے لئے کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔قادیانیت نوازی، اسلام قبول کرنے کے راستہ میں رکاوٹ،خواتین تشدد بل کے نام سے قوانین یہ یورپی ایجنڈا ہے جسے ہم مسترد کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے مرکزی صدر بننے کے بعد پہلی مرتبہ ملتان میں تشریف لائے اور انہوں نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایک عظیم تنظیم ہے۔اس تنظیم کا ماضی بڑا شاندار ہے۔اس تنظیم نے عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور اس عقیدہ کو مسلمانوں کے دلوں میں پیوست کرنے کے لئے غیر معمولی جدوجہد کی ہے۔الحمدللہ! زبانی، تحریری،مناظرہ،مجادلہ ہر اعتبار سے عظیم خدمات سرانجام دی ہیں۔اب مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس تنظیم کے ساتھ تعاون کریں تاکہ دنیا کی آخری حد تک ختم نبوت کا پیغام پہنچ جائے۔

جناب طاہر بلال چشتی اور سید عزیز الرحمن شاہ نے اپنے نعتیہ کلام کے ذریعہ سامعین کے دلوں کو گرمایا اور خوب داد وصول کی۔

مولانا محمد الیاس چنیوٹی (ایم پی اے) نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پنجاب اسمبلی کی قراردادوں پر عمل کرتے ہوئے ہر شہر کے دروازوں پر آیات اور احادیث ختم نبوت تحریر کی جائیں۔

خانقاہ عالیہ چشتیہ نظامیہ تونسہ شریف کے چشم وچراغ خواجہ مدثر محمود نے کہا کہ پنجاب کی خانقاہیں ہمیشہ کی طرح عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے ہراول دستہ کا کردار ادا کریں گی۔انہوں نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو سراہا۔

جمعیت علماء اسلام پنجاب کے ناظم اعلیٰ مولانا صفی اللہ نے اپنی ٹیم کے ساتھ کانفرنس کو کامیاب کرنے کے لئے دن رات جنوبی پنجاب کے طول وعرض کے دورے کئے اور اس سلسلہ میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ ان سے درخواست کی گئی کہ وہ قائد جمعیۃ کو خطاب کی دعوت دیں تو اس دوران علامہ شاہ احمد نورانی ؒ کے فرزند ارجمند اور جمعیۃ علماء پاکستان کے راہنما مولانا محمد اویس نورانی تشریف لے آئے تو انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکمران یہودیوں کے ایجنڈا کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے سے باز رہیں۔ اسلامیان پاکستان ان کے ایجنڈا کے مقابلہ میں سد سکندری کا کردار ادا کریں گے۔

کانفرنس میں قائد احرار مولانا سید کفیل شاہ بخاری کو شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے خود خطاب کی دعوت دی۔انہوں نے چند الفاظ میں ختم نبوت کانفرنس کی کامیابی پر اللہ پاک کا شکر ادا کیا اور مجلس کے مبلغین، کارکنوں کو اتنا بڑا اجتماع منعقد کرنے پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کی۔

قائد جمعیت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم نے آخری مقرر کی حیثیت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اس فقید المثال، عظیم الشان کانفرنس کے انعقاد پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کارکنوں کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ یہ کانفرنس قادیانیوں، ان کے سرپرستوں اور تل ابیب کو پیغام ہے کہ مسلمانان عالم ان کی پناہ گاہوں کو جانتے ہیں۔ مسلمانان عالم اسلام، عقیدۂ ختم نبوت، ناموس رسالت کی حفاظت کے لئے جاگ رہے ہیں۔ قادیانیوں کے سرپرست انہیں کسی پناہ گاہ میں پناہ نہیں دے سکیں گے۔تمام مکاتب فکر کے اکابر نے اس فتنہ کی سرکوبی کا آغاز کیا۔۱۹۷۴ء میں پارلیمنٹ نے انہیں ڈھیر کر دیا۔ہم اس عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کئی میدان جیت چکے ہیں۔ قیام پاکستان سے پہلے انہیں بہاول پور کی عدالت نے غیر مسلم قرار دیا۔ جنوبی افریقہ کی غیر مسلم عدالت میں وہ اپنا مقدمہ ہار گئے۔

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 32514972-32531133

۱۹۷۴ء میں پوری اسمبلی کو خصوصی کمیٹی قرار دے کر مرزائی جماعت کے سربراہ کی استدعا پر اسے اور لاہوری گروپ کے سربراہ کو تیرہ دن تک سنا گیا۔ مرزائیوں کے عقائد پر تیرہ دن بحث ہوئی۔ انہیں دفاع کا مکمل موقع دیا گیا اور تیرہ دن کی بحث کے بعد پوری قومی اسمبلی نے متفقہ آئینی ترمیم کے ذریعہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ پوری امت مسلمہ کے نزدیک مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان ایک آزاد ریاست ہے۔ جب ہم امریکا، برطانیہ اور یورپ کی پارلیمنٹ کے فیصلوں پر اعتراض نہیں کرتے تو وہ ہماری پارلیمنٹ کے فیصلہ پر کیوں اعتراض کرتے ہیں اور اثر انداز ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہم پر کوئی دباؤ نہیں ڈال سکتا۔

وہ عریانی وفحاشی کا ایجنڈا ہمارے اوپر مسلط کریں، وہ آگے اور ہمارے مدارس کو کنٹرول کرنے کی بات کرتے ہیں۔ ایف اے ٹی ایف کے تحت قانون سازی ہوتی ہے اور یہ سب ان کی خواہش پر ہو رہا ہے۔ پاکستان جس مقصد کے لئے حاصل کیا گیا پون صدی گزرنے کے باوجود ہم اس طرف گامزن نہیں ہو سکے اور آج تک ہم اپنا مقصد اور منزل کا تعین نہیں کر سکے۔ مدارس اور اہل مدارس زبردستی ریاست کے ساتھ چپکے ہوئے ہیں۔ جب کہ ریاستی ادارے ہمیں زبردستی پیچھے دھکیل رہے ہیں۔ ہمیں خطرناک، غدار، مجرم قرار دینے کی کوشش میں ہیں۔ میں سیکولر قوتوں اور ان کے خطرناک ارادوں کو جانتا ہوں۔ وہ ہماری وفاداری کا امتحان کیوں لے رہے ہیں۔ جب امریکہ نے افغانستان پر حملہ کیا تو سیکولر قوتوں نے نوجوانوں کو اشتعال دلانے کی کوشش کی تاکہ وہ اشتعال میں آئیں تو انہیں کرش کر دیا جائے۔ پرویز مشرف نے ہمارے نوجوانوں کو اشتعال دلایا۔ ہر آنے والے حکمران نے اس سوچ کو آگے بڑھایا۔ تمام مدارس عربیہ کی تنظیمیں کہتی رہیں کہ ہم آئین کے ساتھ کھڑے ہیں۔ ہم نے ان کی سازشوں کو ناکام بنایا۔ یہ ملک ہمارا ہے، ہم اسے قادیانیوں کے سپرد نہیں کر سکتے۔ وہ بیوروکریسی اور اسٹیبلشمنٹ میں کام کر رہے ہیں۔ ہم انہیں کہتے ہیں جہاں ہو رک جاؤ، ورنہ تمہارا انجام آئندہ نسلیں دیکھیں گی۔ وہ اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے اپنی مرضی کے حکمرانوں کو لاتے ہیں اور ناپاک عزائم کی تکمیل کے لئے دھاندلیوں سے کام لیتے ہیں۔

ناموس رسالت کے قانون کا خاتمہ، قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے والے قوانین، ہماری تہذیب کو دفن کرنے کا ایجنڈا دیا گیا اور اس کے لئے پیسہ دیا گیا۔ پی ٹی آئی کو ڈالر اور پونڈ دیئے گئے۔ افغانستان میں پیسہ پانی کی طرح بہایا گیا۔ لیکن وہ اوران کا پیسہ نا کام ہوا۔

انہوں نے کہا کہ ہم کافرانہ اور یہودی ایجنڈا رکھنے والی سوچوں کا مقابلہ کرتے رہیں گے۔ انہوں نے دینی کارکنوں کو ہدایت کی کہ اقتدار کے رعب اور دبدبہ سے نہ ڈریں۔ یہ مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں۔ آپ احساس کمتری کا شکار نہ ہوں۔ پوری دنیا نے افغانستان میں امریکہ کی شکست فاش دیکھ لی کہ دین اسلام کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں مٹا سکتی۔ طاقتیں مٹ سکتی ہیں لیکن اسلام نہیں ختم ہو سکتا۔

مولانا کا خطاب تقریباً ایک بجے رات کو اختتام پذیر ہوا اور کانفرنس امیر مرکزیہ حضرت اقدس حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم کی دعاء پر اختتام پذیر ہوئی۔

کانفرنس کی صدارت اور ساتھ والی کرسیوں پر بیک وقت حضرت امیر مرکزیہ دامت برکاتہم، نائب امراء حضرت صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ، حضرت صاحبزادہ سید سلیمان یوسف بنوری خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔ قلعہ کہنہ قاسم باغ اسٹیڈیم میں پہلی بار ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ اللہ پاک اس کانفرنس کے اثرات وثمرات پوری دنیا پر ظاہر فرمائیں اور دعاء ہے کہ قادیانیوں کو کفر کے گھٹا ٹوپ اندھیروں سے نکل کر اسلام کی ازلی وابدی روشنیوں سے مستنیر ہونے کی توفیق دیں۔ آمین یا اللہ العالمین! ☆☆

ABS
ESTD 1880
سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell:0301-2352363

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

نواں جنڈانوالہ میں استحکام پاکستان کانفرنس: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام ۱۸؍ستمبر کو عیدگاہ میں عظیم الشان ختم نبوت استحکام پاکستان کانفرنس منعقد ہوئی، جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ نے کی۔ تلاوت کے بعد نعت قاری خالد عبداللہ اور مولانا اللہ دتہ ساقی نے پیش کی۔

کانفرنس سے مجلس کے ضلعی مبلغ مولانا محمد ساجد، مولانا عبدالقادر جنید، مولانا عبدالرؤف، محمد اسماعیل شجاع آبادی، جمعیت علماء اسلام کے ممتاز راہنما، سابق سینیٹر مولانا حافظ حمداللہ نے حکمرانوں کی قادیانیت نوازی، ناموس رسالت دشمنی، ملک وملت کے خلاف قوانین کے خوب لتے لیے۔ کانفرنس کا اہتمام جمعیت اور مجلس کے راہنماؤں مولانا عبداللطیف، قاری عبدالقیوم، مفتی محمد سلیم، قاری رب نواز، قاری غلام علی، قاری خالد عبداللہ نے کیا۔ کانفرنس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

المرکز الاسلامی داؤ موڑ میں کنونشن: المرکز الاسلامی کا سنگ بنیاد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم نے ۲۰۰۳ء میں رکھا۔ مرکز مولانا مفتی محمد اسماعیل کے زیر اہتمام، قاری محمد ابراہیم فاضل دارالقرآن فیصل آباد کے انتظام سے ترقی کے منازل طے کر رہا ہے۔ دارالقرآن فیصل آباد کے شیخ الحدیث مولانا غلام فرید مدظلہ، اسی علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ۱۹؍ستمبر ظہر کی نماز سے قبل علماء کنونشن منعقد ہوا۔ جس کی صدارت مولانا عبدالعزیز لاشاری امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تونسہ شریف نے کی۔ کنونشن میں دسیوں علماء کرام نے شرکت کی۔ تلاوت ونعت کے بعد محمد اسماعیل نے تفصیلی بیان کرتے ہوئے علماء کرام سے عرض کیا کہ اتنی بڑی بڑی کانفرنسیں کرانے کی ضرورت محسوس کیوں کی؟

کھڈ بزدار میں علماء کنونشن: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام خانقاہ امدادیہ دارالعلوم میں مولانا رحمت اللہ رحمانی کی صدارت میں ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا۔ جس میں درجنوں علماء کرام اور عوام نے شرکت کی۔ مولانا عبدالعزیز لاشاری اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ خانقاہ اور مدرسہ کا سنگ بنیاد مناظر اسلام حضرت علامہ عبدالستار تونسوی نوراللہ مرقدہ اور مولانا عبدالقادر ڈیرویؒ نے ۲۰۰۲ء نومبر میں رکھا۔ یہ ادارہ اور خانقاہ مولانا رحمت اللہ رحمانی مدظلہ کی نگرانی میں روبہ ترقی ہے۔ ۳۰۰ کی تعداد میں طلبہ اور طالبات زیر تعلیم ہیں۔ بیس اساتذہ و معلمات اور تین باورچی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ علماء کرام نے ۷؍اکتوبر کو ملتان میں منعقد ہونے والی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس میں قافلوں کی شکل میں شرکت کا وعدہ کیا۔

ٹبی قیصرانی میں جلسہ: ٹبی قیصرانی تونسہ شریف کا قدیمی قصبہ ہے، جہاں ایک بڑے مولانا غلام فرید قیصرانیؒ گزرے ہیں۔ جنہوں نے نصف صدی تک دین اسلام کی گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ ہمارے شجاع آباد کی آن بان، شان خطیب اسلام مولانا عبدالغفور حقانی مدظلہ بھی ٹبی قیصرانی ہجرت فرماگئے ہیں۔ ہمارے ایک بہت اچھے جماعتی ساتھی مولانا عبیدالرحمٰن عثمانی اور ڈاکٹر مجیب الرحمان نے ٹبی کی جامع مسجد میں جلسہ کا اہتمام کیا۔ جہاں تلاوت ونعت کے بعد مولانا عبدالعزیز لاشاری اور محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے، سامعین نے ملتان کانفرنس میں شرکت کا وعدہ کیا۔

جامع مسجد عبیدیہ بلاک ۴ ڈیرہ غازی خان میں علماء کنونشن: ڈیرہ غازی خان کے بلاک ۴ میں جامع مسجد عبیدیہ کے نام سے مسجد موجود ہے۔ جس کی تعمیر تقریباً ایک صدی پہلے ۱۹۲۹ء میں ہوئی۔ مولانا قاضی عبیداللہؒ اس کے پہلے خطیب مقرر ہوئے۔ موصوف جید عالم دین اور مناظر اسلام تھے۔ ان کا قادیانیوں سے ایک مطبوعہ مناظرہ بھی موجود ہے۔ بعد میں اس مسجد کی تعمیر جدید ہوئی۔ اب مولانا قاضی عبدالقیوم امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ ۲۱؍دسمبر ۱۱ بجے صبح علماء کنونشن منعقد ہوا، جس کی صدارت مقامی امیر مولانا عبدالرحمٰن غفاری نے جبکہ مہمانانِ خصوصی مولانا رشید احمد شاہ جمالی اور مولانا محمد اسحاق ساجد سجادہ نشین گدائی شریف تھے۔ ایک سو کے قریب علماء کرام اور مشائخ عظام نے شرکت کی۔ مولانا

رشید احمد شاہ جمالی، مولانا محمد اقبال میلسوی، مفتی خالد محمود اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔ یہاں بھی علماء کرام نے ملتان کانفرنس میں بھرپور شرکت کا ارادہ کیا۔ قبل ازیں راقم نے ڈیرہ غازی خان میں مجلس کے تعمیر ہونے والے دفتر کا وزٹ کیا، خیابانِ سرور میں یہ دفتر مجلس کا ملکیتی دفتر ہے۔ اللہ پاک اسے رشد و ہدایت کا مرکز بنائیں اور قادیانیت کے خاتمہ کا سبب۔

سرگودھا کا تین روزہ تبلیغی دورہ: مولانا خالد عابد جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے فاضل اور ہمارے دوست، جنوبی پنجاب کے معروف خطیب مولانا یار محمد عابد مدظلہ کے فرزند ارجمند ہیں۔ بابائے تحریک ختم نبوت مولانا محمد اکرم طوفانی مدظلہ کے زیر سایہ تربیت کے مراحل طے کر رہے ہیں، خطیب ابن خطیب ہیں۔ ۳۰؍ستمبر کو سرگودھا میں ہونے والی عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس کی تشہیر میں حصہ ملانے کے لئے راقم کے تین دن رکھے۔

۲۲؍ستمبر کو صبح ساڑھے آٹھ بجے سفر شروع کر کے ظہر کی نماز مرکز اہلسنت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کے ادارہ میں ادا کی، جبکہ بلاک ۲۲ کی جامع مسجد بلال میں عصر کی نماز کے بعد بیان کیا اور ۳۰؍ستمبر کی کانفرنس کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے اسلامیانِ علاقہ اور نمازیان مسجد سے شرکت کی اپیل کی۔ سرگودھا شاہینوں کا شہر ہے، جو عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تن، من دھن کی بازی لگانے کے لئے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ تمام نمازیوں نے ہاتھ اٹھا کر شرکت کا وعدہ کیا۔ جامع مسجد بلال کے خطیب مولانا محمد ابوبکر ہیں۔

جامع مسجد امیر کالونی کے امام و خطیب مولانا ظفر اقبال حنفی کی دعوت پر صبح کی نماز کے بعد درس ہوا۔ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و ختم نبوت عامہ و تامہ پر بیان ہوا۔

جامعہ ختم نبوت للبنات صدر میں: مفتی جہانگیر کی دعوت پر علاقہ کی خواتین نے کثیر تعداد میں پروگرام میں شرکت کی۔ مولانا محمد صفدر علی سابق خطیب، جامع مسجد محمدیہ چناب نگر اور راقم کے اصلاحی بیانات ہوئے اور خواتین سے نسل نو کی اسلامی تربیت کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ خواتین اسلام ہر نماز کے بعد سرگودھا، ملتان اور چناب نگر کی عظیم کانفرنسوں کی کامیابی کے لئے دعائیں فرمائیں۔

حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ کی خانقاہ میں حاضری: جامع مسجد بلاک نمبر ۲۳ میں عصر کی نماز کے بعد عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت پر بیان ہوا۔ ہمارے حضرت قطب الارشاد شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ کے جانشین حضرت مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ (سرگودھوی) اسی بلاک کے رہنے والے تھے اور وقتاً فوقتاً نماز اسی مسجد میں ادا فرماتے۔ حضرت سرگودھویؒ کے پوتے مولانا پروفیسر عبدالرحیم سلمہ کی دعوت پر حضرت والا کے مکان پر حاضری دی۔ حضرت والا کے فرزند ارجمند راؤ ظفر اقبال مدظلہ نے حضرت والا جہاں تشریف فرما ہوئے اسی مقام پر بیٹھنے کا حکم فرمایا۔ تعمیل حکم کرتے ہوئے اس نیت سے بیٹھا کہ راقم کو حضرت سرگودھویؒ کے فیوض و برکات حاصل ہوں گے۔ راؤ ظفر اقبال نے بتایا کہ حضرت اقدسؒ نے خاندانی معاملات راقم کے سپرد فرمائے اور خانقاہی نظام بھائی مولانا عبدالقادر عزیز کے سپرد فرمایا۔

راؤ ظفر اقبال نے بتلایا کہ والد محترم ہمارے بڑے بھائی مولانا سعید احمد رائے پوری کی سرگرمیوں اور تنظیم فکر ولی اللّٰہی کے طرزِ عمل سے نالاں تھے اور ہمارے بڑے بھائی نے بھی اپنی سخت مزاجی کی وجہ سے والد محترم کے قریب ہونے کی کوشش نہیں کی۔ حضرت والا کی وصیت اور حکم کی وجہ سے تدفین رائے پور شریف میں ہوئی اور مجھے میت کے ساتھ جانے اور تمام معاملات کی نگرانی کی توفیق نصیب ہوئی۔ حضرت والا کی وفات ۲؍جون ۱۹۹۲ء کو ہوئی اور قانونی تقاضے پورے کرتے کراتے دو تین روز کے بعد تدفین ہوئی۔ راؤ ظفر اقبال نے بتلایا کہ حضرت والا جہاں قیام فرما رہے۔ یہی وہ مقام ہے، جہاں آپ تشریف فرما ہیں۔ ہم نے اسے برقرار رکھنے کی بھرپور کوشش کی ہے، جبکہ ہماری رہائش اوپر والی منزل میں ہے۔ انہوں نے راقم سے وعدہ لیا کہ جب بھی سرگودھا تشریف آوری ہو، حضرت رائے پوریؒ کی یہ رہائش گاہ آپ کی منتظر رہے گی۔ حضرت کے چھ فرزندان گرامی تھے۔ مولانا سعید احمد، راؤ رشید احمدؒ، راؤ خلیل احمد، راؤ حبیب احمد، مولانا عبدالقادر عزیز اور راؤ ظفر اقبال۔

خطبہ جمعہ: ۲۴؍ستمبر جمعۃ المبارک کا خطبہ راقم نے حیدر آباد ٹاؤن کی عظیم جامع مسجد میں دیا۔ جامع مسجد کے خطیب نوجوان عالم دین مفتی محمد افضل فاروقی سلمہ، جامعہ امدادیہ فیصل آباد کے فاضل اور راقم کے استاذ بھائی ہیں۔ جمعہ سے فارغ ہو کر ملتان کا سفر کیا۔

ختم نبوت کونشن بورے والا: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ ربانیہ میں عشاء کی نماز کے بعد ختم نبوت کونشن منعقد ہوا۔ صدارت مولانا سیّد محمد شاہ بخاری نے کی اور تلاوت بھی آپ ہی نے کی۔ مولانا عبدالستار گورمانی اور

راقم کے بیانات ہوئے۔ ملتان کانفرنس کی ضرورت وافادیت پر گفتگو کی گئی۔ کانفرنس کا اہتمام قاری شاہین اقبال، قاری محمد نصر اللہ نے کیا۔ پروگرام ۲۵ ستمبر کو ہوا۔

ختم نبوت کانفرنس جہانیاں منڈی: ۲۶ ستمبر مغرب کی نماز کے بعد جامع مسجد رحمانیہ میں منعقد ہوئی۔ صدارت مولانا محمد الیاس جہانوی نے کی۔ نعت ملک کے نامور ثناخواں سیّد عزیز الرحمٰن شاہ اور حافظ عبیداللہ نے پیش کی۔ مولانا محمد الیاس حفظہ اللہ کے ننھے منے فرزند حافظ محمد سلمہ نے ختم نبوت پر بیان کیا۔ مولانا عبدالستار گھمن، محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا پیر خواجہ عبدالماجد صدیقی مدظلہ کے بیانات ہوئے۔ کانفرنس کے انتظامات میں قاری محمد انصر، مولانا محمد الیاس نے خصوصی دلچسپی لی۔ شہر کے علماء کرام مولانا عبدالمالک شاکر، قاری محمد طیب، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، مولانا منیر احمد نے خصوصی شرکت کی۔ جامع مسجد رحمانیہ کے صحن میں سینکڑوں سے متجاوز حضرات نے شرکت کی۔

علی پور کا ایک روزہ دورہ: مولانا حمزہ لقمان سلمہ متحرک نوجوان عالم دین ہیں۔ جنوبی پنجاب کے معروف خطیب مجاہد ملت مولانا محمد لقمان علی پوریؒ کے پوتے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ، مدرسہ دارالہدیٰ پرمٹ کے ناظم ہیں۔ ۷ اکتوبر کی کانفرنس کے سلسلہ میں انہوں نے تین پروگرام تجویز کیے۔

جامعہ حبیب المدارس یاکی والی میں: جامعہ کے بانی مولانا حبیب اللہ فاضل دیوبند تھے۔ اللہ پاک نے انہیں اولاد سے سرفراز فرمایا۔ مولانا محمد مکی کالج میں پروفیسر اور جامعہ کے مہتمم ہیں۔ جامعہ میں دورۂ حدیث شریف سمیت تمام اسباق ہوتے ہیں۔ ۲۹ ستمبر ۳ بجے سہ پہر سے نماز عصر تک طلبہ اور اساتذہ کرام کی خدمت میں عقیدۂ ختم نبوت کے متعلق چند گزارشات پیش کرنے کا موقع ملا۔ جامعہ میں سینکڑوں طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ ارباب انتظام نے ملتان کانفرنس میں بھرپور شرکت کا وعدہ کیا۔

دارالعلوم ختم نبوت میں مجلس ذکر: دارالعلوم کے بانی ہمارے بہترین دوست مولانا ذوالفقار احمد قادری ہیں، مغرب کی نماز کے بعد سلسلہ قادریہ راشدیہ کے طریقہ کے مطابق ذکر کرانے کی سعادت نصیب ہوئی۔

جامع مسجد ممتاز شہید علی پور: مولانا ممتاز احمدؒ ۱۹۷۷ء کی تحریک نظامِ مصطفیٰ میں بے دردی سے قتل کردیے گئے، مرحوم جس مسجد کے خطیب تھے۔ اسی مسجد کا نام شہید کے نام پر جامع مسجد ممتاز شہید رکھ دیا گیا۔ ۲۹ ستمبر عشاء کے بعد جلسہ ہوا۔ صدارت مقامی امیر مولانا امجد حقانی نے کی۔ مہمان خصوصی مولانا ذوالفقار احمد قادری تھے۔ مولانا شبیر لقمان، مولانا حمزہ لقمان اور راقم کے بیانات ہوئے۔

شجاع آباد کے مختلف علاقوں کے دورے: جمعیت تحصیل شجاع آباد کے امیر خواجہ عبدالمالک صدیقی کی معیت میں شجاع آباد کے مختلف علاقوں میں کانفرنس کا پیغام پہنچایا۔ صدیق آباد، بنگلہ موڑ، حسن آباد، کنڈا رحیم بخش، حافظ والا میں احباب سے ملاقاتیں کیں اور کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی۔ شجاع آباد کے احباب نے انتہائی مسرت و انبساط کے ساتھ شرکت کے وعدے کیے۔

کھوکھراں میں بیان: کھوکھراں پرانا شجاع آباد پر واقع ایک قصبہ ہے۔ جہاں کی مال دار برادری کھوکھر قوم پر مشتمل ہے۔ کھوکھراں کی جامع مسجد صدیق اکبر میں ۳۰ ستمبر مغرب کی نماز کے بعد پروگرام منعقد ہوا۔ صدارت خواجہ عبدالمالک نے کی۔ راقم نے تفصیلی بیان کیا۔ تلاوت ونعت بھی پڑھی گئیں۔ جامعہ رحیمیہ ملتان کے اساتذہ کرام نے بھی بیان فرمایا۔

خطبہ جمعہ جامع مسجد حقانیہ یزمان: یکم اکتوبر کے جمعۃ المبارک کا خطبہ جمعہ جامع مسجد جامعہ حقانیہ منڈی یزمان میں دیا گیا۔ منڈی کی وسیع و عریض جامع مسجد حقانیہ کی تعمیر جدید کا سنگ بنیاد جمعیت علماء اسلام کے مرکزی امیر مولانا فضل الرحمٰن مدظلہ نے ۱۸ اکتوبر ۱۹۹۶ء میں رکھا۔ مسجد تو عرصہ دراز سے موجود تھی، لیکن اس کی توسیع اور تعمیر جدید کا سنگ بنیاد مذکورہ بالا تاریخ کو رکھا گیا۔ مولانا احمد حسنؒ جو صوفی باصفا، استاذ العلماء، مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ڈیرویؒ ثم ملتانی کے داماد اور جامعہ خیرالمدارس ملتان کے فاضل تھے، مولانا احمد حسنؒ ۳۵ سال جامع مسجد کی امامت و خطابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ کچھ عرصہ بنوری ٹاؤن میں بھی زیر تعلیم رہے۔ بنیادی طور پر بستی رحیم کلی موضع شیرپور لودھراں کے رہنے والے راجپوت بھٹی فیملی سے تعلق رکھتے تھے۔ بہت جرأت مند اور بہادر عالم دین تھے۔ ایک مرتبہ جمعیت علماء اسلام کی طرف سے قومی و صوبائی اسمبلی کا الیکشن بھی لڑا، بڑے بڑے چوہدریوں کا مقابلہ کیا۔ راقم ۱۹۸۰ء سے ۱۹۹۰ء بہاولپور میں مبلغ رہا تو مولانا سے دسیوں ملاقاتیں رہیں۔ تحریک ختم نبوت کے جانباز مجاہد تھے۔ ۷ فروری ۲۰۰۵ء کو انتقال فرمایا۔ آپ کی وفات کے بعد سے آپ کے فرزند اکبر مولانا مفتی زبیر احمد مسجد و مدرسہ کا نظم

سنبھالے ہوئے ہیں۔

حاجی عبدالحقؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یزمان کے امیر تھے۔ مولانا احمد حسن سے یارانہ تھا۔ دونوں حضرات قادیانیوں کے مقابلہ میں برسرپیکار رہے۔ کئی ایک مقامات پر بورڈ لگوائے جن پر لکھا گیا پنجابی زبان میں: ”زمیندار بھراؤ! ختم نبوت کا اسپرے کراؤ، مرزائی سُنڈیاں مار مکاؤ“ (زمیندار بھائیو! مرزائی سنڈیوں کے مقابلہ میں ختم نبوت کے اسپرے کراؤ) اس پر قادیانیوں نے خوب واویلا کیا، ان حضرات کے خلاف درخواستیں بھی دی گئیں، لیکن ڈٹے رہے۔ حاجی عبدالحقؒ ۱۲؍اگست ۲۰۱۷ء کو فوت ہوئے، ان کی وصیت کے مطابق جنازہ ضلعی مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی نے پڑھایا۔

بہاولپور میں عظیم الشان تحفظ ختم نبوت کانفرنس: بہاولپور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا قدیمی مرکز ہے۔ جہاں بڑے بڑے مبلغین تبلیغ ختم نبوت کا فریضہ سرانجام دیتے رہے اور سرزمین بہاولپور کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ برصغیر پاک و ہند میں سب سے پہلے ۷؍فروری ۱۹۳۵ء کو قادیانیوں کے کفر وارتداد کا فیصلہ ہوا۔ بہاولپور مجلس کا قدیمی دفتر بھی ہے اور اپنا ملکیتی ہے۔ حکیم محمد ابراہیم جالندھریؒ، الحاج محمد ذکراللہؒ، حاجی علم الدین انصاریؒ، حاجی عمر دینؒ، حاجی چوہدری محمد امینؒ غلہ منڈی، حاجی محمد اشفاقؒ، چوہدری محمد ادریسؒ فعال ذمہ دار رہے۔ ایک عرصہ سے حاجی سیف الرحمٰن مدظلہ امیر چلے آرہے ہیں۔ موخرالذکر کی سرپرستی میں راقم کو دس سال خدمت کا موقع ملا۔ مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ، مولانا غلام مصطفیؒ، مولانا محمد یوسف، قاری محمد یوسف زونل خطیب اوقاف نے وقتاً فوقتاً موثر کردار ادا کیا۔ یہاں ہرسال تحفظ ختم نبوت کانفرنس ہوتی ہے۔ امسال ۲؍اکتوبر ۲۰۲۱ء کو منعقد ہوئی۔ صدارت نائب امیر مرکزیہ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد نے کی۔ جبکہ امیر مرکزیہ حضرت حافظ ناصرالدین خاکوانی دامت برکاتہم، مولانا اللہ وسایا مدظلہ، مولانا مفتی عبدالواحد ڈیرہ اسماعیل خان، جامعہ خیرالعلوم خیرپور ٹامیوالی کے استاذالحدیث مولانا عبدالرحمٰن جامی نے ولولہ انگیز خطاب فرمایا۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مولانا محمد خبیب مبلغ ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا محمد اسحاق ساقی مبلغ بہاولپور نے سرانجام دیئے۔ راقم کو چند منٹ خطاب کی سعادت نصیب ہوئی۔ تلاوت قاری محمد اقبال، قاری منظور احمد نے کی۔ نعتیہ کلام مولانا امام الدین نے پیش کیا۔ کانفرنس کی تشہیر کے لئے مولانا عبدالحکیم، مولانا خبیب نے مولانا ساقی کی نگرانی میں ۷۰ مساجد میں اعلان و بیان کیا۔ کانفرنس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔ جامع مسجد الصادق کا وسیع صحن کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ کانفرنس میں ۶؍ستمبر کو روالپنڈی، ۷؍ستمبر لاہور، ۳۰؍ستمبر سرگودھا کانفرنسز کی ضرورت و افادیت پر بیانات ہوئے اور ۷؍اکتوبر کو ملتان قلعہ کہنہ قاسم باغ ملتان میں ہونے والی عظیم الشان کانفرنس کی بھرپور دعوت دی گئی۔ جامعہ باب العلوم کہروڑپکا کے شیخ الحدیث راقم کے استاذ گرامی مولانا منیر احمد منور مدظلہ، جامعہ باب العلوم کے منتظم اعلیٰ مولانا حبیب الرحمٰن اور دیگر کئی ایک علماء کرام نے خصوصی شرکت فرمائی۔ کانفرنس جامعہ دارالعلوم مدینہ کے مہتمم شیخ الحدیث مولانا مفتی عطاء الرحمٰن کی نگرانی میں ہوئی نیز دارالعلوم مدینہ کے اساتذہ نے مع طلبہ شرکت کی۔ مولانا محمد صہیب بھی براجمان رہے۔

شجاع آبادی میں ختم نبوت کانفرنس:

۷؍اکتوبر ملتان کانفرنس کی تشہیر کے لئے سینکڑوں مقامات پر اجتماعات و کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ ۱۵؍اکتوبر کو جامعہ فاروقیہ شجاع آباد میں کانفرنس رکھی گئی، جس کا اہتمام شیخ الحدیث مولانا زبیر احمد صدیقی، مفتی محمد طیب نے کیا۔ کانفرنس سے پہلے شجاع آباد اور کانفرنسوں کی تشہیر کے لئے پوری تحصیل میں پروگرام رکھے گئے۔ چند ایک پروگراموں میں راقم بھی شریک ہوا۔ ۳۰؍ستمبر جمعیت علماء اسلام تحصیل شجاع آباد کے امیر خواجہ عبدالمالک کی معیت میں صدیق آباد، بنگالہ موڑ، پیر غائب کھاراپل، کنڈا حاجی رحیم بخشؒ، حافظ والا میں احباب سے ملاقاتیں کیں، اشتہارات اسٹیکرز لگوائے، دعوت نامے تقسیم کئے۔ یکم اکتوبر صبح کی نماز کے بعد مدنی مسجد محلّہ خواجگان، ۳؍اکتوبر بعد نماز ظہر جامع مسجد الخیر ظریف شہید بعد نماز عصر جامع مسجد سکندر آباد، بعد نماز مغرب جامع مسجد ریلوے اسٹیشن میں بیانات ہوئے۔ ۴؍اکتوبر مولانا ثناء اللہ سبحانی کی دعوت پر جامع مسجد حقانیہ ظریف شہید میں علماء کرام کا اجلاس ہوا۔ جس میں انہوں نے اپنے اپنے علاقوں میں کانفرنس کی تیاری کی رپورٹ پیش کی۔ بعد نماز ظہر جامع بخاری مسجد بگڑیں میں خواجہ عبدالمالک کی صدارت میں کنونشن منعقد ہوا جس میں بگڑیں اور مضافات کے دو درجن کے قریب علماء کرام جمع ہوئے اور انہوں نے اپنے اپنے علاقہ میں کانفرنس کے حوالہ سے تیاری کی کارگزاری بیان کی، جو حوصلہ افزا تھی۔ بخاری مسجد کا سنگ بنیاد امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے ۱۹۵۰ء میں رکھا۔ اس وقت خطیب و امام کا نام بھی شاہ جیؒ کے نام پر مولانا عطاء اللہ ہے۔

☆☆..............☆☆

REGD.SS.160
انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
سالانہ کل کراچی
بین المدارس
فائنل تقریری مسابقہ
بسلسلہ تحفظ ختم نبوت
عنوان: جاوید احمد غامدی کے افکار و نظریات
بمقام
دفتر ختم نبوت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
بتاریخ
04
2021 نومبر
بروز جمعرات
بعد نماز مغرب
زیر سرپرستی
پیر طریقت رہبر شریعت
حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خان خاکوانی صاحب مدظلہ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
زیر صدارت
استاذ العلماء
حضرت مولانا صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری صاحب مدظلہ
نائب امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
یادگار اسلاف جانشین حضرت جالپوری
حضرت مولانا محمد اعجاز مصطفی صاحب مدظلہ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی
محافظ ختم نبوت
حضرت مولانا قاضی احسان احمد صاحب مدظلہ
مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
زیر اہتمام
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کراچی
رابطہ
021-32780337